مقالہ نمبر ۴

موبائل میں قرآن پاک سننے اور پڑھنے کا حکم

موبائل میں قرآن پاک کی تلاوت کرنے اور دینی مضامین سننے سے متعلق
مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی مدظلہ کے ارشادات اور ان کا مختصر جائزہ
کیا موبائل میں قرآن پاک سننے، تلاوت کرنے سے گناہ ہوگا؟
فرشتے قریب نہ آئیں گے؟ جیب میں رکھنے سے نماز نہ ہوگی؟

مرتب
محمد زید مظاہری ندوی، استاذ حدیث وفقہ
دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

فہرست

عرضِ مرتب

اس مقالہ کے لکھنے کی وجہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعوت وتبلیغ کا وہ کام جس کی بنیاد حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کاندھلوی نے ڈالی تھی، جس سے حاصل ہونے والے دینی فوائد کا انکار نہیں کیا جاسکتا، اسی وجہ سے تقریباً تمام اہل حق علماء نے اس کام کی حمایت ونصرت کی، اس کام کا موضوع اور غرض وغایت حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے ارشاد کے مطابق ''امت میں ایمان کی صحیح روشنی پہنچانا، یعنی ایمان کو پختہ ومضبوط کرنا، لوگوں میں دین کی طلب وقدر پیدا کرنا، لوگوں کے رخ کو بدل کر دینی رخ پر ڈالنا، اور دینی جذبات کو غالب کرنا، اور جمیع ما جاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی پوری شریعت کو زندہ کرنا، تمام گناہوں سے توبہ کر کے اللہ کی طرف رجوع کرنا ہے''

(ملفوظات محمد الیاس صاحبؒ ومکاتیب مولانا محمد الیاس صاحبؒ)

اسی غرض سے خروج ہوتا ہے اور خروج کے زمانہ ہی میں ایمان ویقین کے بنانے اور پختہ کرنے نیز دینی جذبات کو غالب کر کے پوری شریعت پر عمل کرنے کی ذہن سازی کی جاتی ہے، فقہیات اور جزوی مسائل کو چھیڑنے سے منع کیا جاتا ہے خصوصاً بڑے اجتماعات اور عمومی بیانات میں، تاکہ اختلاف وانتشار کی صورت نہ پیدا ہو، اور ہدایت کی جاتی ہے کہ پیش آمدہ مسائل میں مقامی علماء اور اربابِ افتاء سے رابطہ رکھ کر ان سے استفادہ کرتے رہیں۔

ادھر چند سالوں سے مرکز نظام الدین کے بعض ذمہ داروں نے اپنے عمومی بیانات اور لاکھوں کے مجمع میں ایسے بیانات کئے جو کثرت سے سنے بھی جارہے ہیں اور مطبوعہ رسائل میں پڑھے بھی جارہے ہیں جن میں دعوت وتبلیغ کی بنیادی محنت یعنی ایمان کی غلط تشریح اور ایمان کامل کا غلط مفہوم بیان کیا جانے لگا، جس کی وجہ سے ان بیانات کے ذریعہ امت کے بڑے طبقہ کو دین کے نام پر غلط پیغام پہنچ رہا ہے، امت بیچاری ناواقف وہ انھیں غلط اور غلو آمیز باتوں ہی کو اصل دین سمجھنے لگی، اسی طرح مختلف بیانوں میں غلط احکام ومسائل بھی بیان کئے جانے لگے، ضرورت کے وقت صحیح مسائل بیان کئے جاتے تب بھی غنیمت تھا، لیکن مشکل یہ کہ مسلکِ جمہور کے خلاف بھی بہت سی باتیں بیان کی جانے لگیں اور لوگ ان سے متاثر بھی ہورہے ہیں، مثلاً توبہ کی شرطوں میں خروج فی سبیل اللہ کی شرط کو بیان کرنا اور اس کے لئے غلط دلائل بھی بیان کرنا، موبائل میں قرآن پاک سننے پڑھنے نیز دینی پروگرام سننے کو ناجائز اور باعث گناہ قرار دینا، اس کے ہوتے ہوئے فرشتوں کے قریب نہ آنے اور جیب میں ہونے کی صورت میں نماز نہ ہونے کو بیان کرنا اور جو علماء اس کے خلاف کہیں، تاویلات کریں ان کو علماء سوء قرار دینا وغیرہ وغیرہ۔

اس قسم کے بیانات کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ ایک طرف تو ایمان ویقین کا غلط مفہوم اور دین کی غلط تشریح امت کے سامنے آرہی ہے، غلط احکام ومسائل بھی امت کے سامنے آرہے ہیں اور جن جمہور علماء وارباب افتاء سے امت کو سیکھنے اور دینی معلومات حاصل کرنے کی ہدایت کی جاتی تھی ان کو ہی علماء سوء، غیر متقی کہہ کر ان سے رابطہ ختم کرنے کا ذہن بن رہا ہے، یہ بڑی خطرناک صورت حال ہے۔

احقر نے بعض تبلیغی ذمہ داروں کے اس نوع کے بیانات حاصل کر کے بہت غور سے سنے اور ان کو جمع کیا، پھر ان میں جتنی باتیں غلط، کتاب وسنت اور مسلک جمہور سے ہٹی ہوئیں اور فقہاء اسلام کی تصریحات کے خلاف تھیں ان کو جمع کر کے اکابر علماء کی خدمت میں پیش کیا، سب نے بڑی فکر اور تشویش کا اظہار کیا، اور ان کو آگاہ کرنے کی بات فرمائی، چنانچہ احقر نے بہت ادب واحترام اور نہایت تواضع کے ساتھ لکھ کر تبلیغ کے بعض ذمہ داروں کی خدمت میں ان باتوں کو پیش کیا، تاکہ ان باتوں سے رجوع واعلان بھی کریں اور آئندہ ایسی باتوں کے بیان سے احتیاط بھی برتیں۔

اس سلسلہ میں احقر نے جو مضامین لکھے بعض تو ایمانیات سے متعلق ہیں، بعض طبقاتی جوڑ سے متعلق ہیں، بعض موبائل میں قرآن پاک تلاوت کرنے اور سننے سے متعلق ہیں، احقر نے پوری دیانت داری کے ساتھ پوری پوری عبارت نقل کی ہے پھر ان کے بیان کردہ دلائل کا علمی وتحقیقی جائزہ لیا ہے، یہ مقالہ بھی اسی کی ایک کڑی ہے، دوسرے موضوعات دوسرے مقالات میں ملاحظہ فرمائیں، ابھی بہت سے موضوعات پر لکھنا باقی ہے۔

خدانخواستہ کسی کی ذات اور شخصیت کو مجروح کرنا مقصود نہیں اصل مسئلہ دین وشریعت اور امت کی حفاظت کا ہے، تبلیغی کام کی غلو اور افراط وتفریط سے حفاظت اور امت کی صحیح رہبری کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے، اکابر امت نے مشورہ دیا کہ یہ غلط باتیں اتنی عام ہو چکی ہیں کہ ان کی اصلاح اور امت تک صحیح باتوں کو پہنچانا ضروری ہے، اسی غرض سے بعض اہل علم نے ان مضامین کی اشاعت کا فیصلہ کیا، اللہ تعالیٰ ان کے نیک ارادوں کو قبول فرمائے، اور پوری امت کی تمام طرح کے شرور وفتن سے حفاظت فرمائے اور ہم سب کو صراط مستقیم پر جمے رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ واقعہ یہ ہے کہ طبیعت تو اس نوع کی تحریر کی اشاعت کی اجازت ہرگز نہیں دیتی لیکن دینی فریضہ اور شرعی حکم سمجھ کر خلاف طبع، شریعت کو طبیعت پر غالب کر کے بہت غور وفکر اور اکابر سے مشورہ واستخارہ کے بعد اس کی اشاعت کی نوبت آرہی ہے، دلوں کا حال اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ محبین وقارئین کرام سے بھی گذارش یہ ہے کہ شرعی حکم سمجھ کر ہی اس کو ملاحظہ فرمائیں، بدگمانی اور بدزبانی سے اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

اس موقع پر اس کی وضاحت بھی مناسب معلوم ہوتی ہے کہ کسی فرد اور شخصیت یا کسی ادارہ اور مرکز کے ذمہ دار کی طرف سے بھی اگر کوئی بات ایسی صادر ہوتی ہے جو اعتدال سے ہٹی ہوئی یا کتاب وسنت اور مسلک جمہور کے خلاف ہو اس کی وجہ سے اس کام اور تحریک سے بدگمان ہونا یا اس کو بدنام کرنا صحیح نہیں، اس دعوت کے کام کی ضرورت وافادیت اپنی جگہ پر مسلم ہے، کسی ایک فرد کی غلطی کی وجہ سے اس پورے کام کو غلط نہیں کہا جاسکتا، الحمدللہ اس وقت بھی مختلف صوبوں اور پوری دنیا میں ایسے علماء حق اس کام سے وابستہ ہیں جو حق وباطل میں امتیاز کی صلاحیت رکھتے ہیں اور بلا کسی خوف لومۃ لائم کے اس کا اظہار بھی کرتے ہیں، حسب موقع نکیر بھی فرماتے ہیں، شرعی ضرورت سمجھتے ہیں تو برأت اور علیحدگی بھی اختیار کر لیتے ہیں، اس لئے چند افراد کی غلط اور غلو آمیز باتوں کی وجہ سے نہ اس کام سے دوری ہونا چاہئے نہ ہی بدگمان ہو کر بیٹھ جانا چاہئے، بلکہ پورے اخلاص اور انابت الی اللہ کے ساتھ اس کام میں حسب سابق لگے رہنا چاہئے، اہل باطل کو بھی یہ کہنے کی گنجائش نہیں کہ تبلیغی کام میں تو اب یہ یہ خرابیاں اور بے اعتدالیاں آگئی ہیں، اور یہ کام راہِ حق سے ہٹ چکا ہے کیونکہ چند افراد یا کسی ایک ذمہ دار کی غلطیوں کی وجہ سے بھی اس پورے کام کو غلط نہیں کہا جاسکتا جب کہ دوسرے بڑے ذمہ دار اربابِ حل وعقد اور کبارِ علماء ان پر روک ٹوک اور اس کی اصلاح کی کوشش بھی کر رہے ہوں۔

محمد زید مظاہری ندوی

استاذ حدیث وفقہ

دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۲۰ ربیع الاوّل ۱۴۳۸ھ

موبائل سے متعلق
مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی کے بعض بیانات کے
چند اقتباسات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل ۱

موبائل میں قرآن پاک سننے سے متعلق مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی کے بعض بیانات کے متعلق علمائے محققین اور دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء کا اظہار تشویش اور فکرمندی

اصحابِ دارالعلوم دیوبند اپنے ایک وضاحتی مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں (جس میں تمام ذمہ داران دارالعلوم دیوبند وارباب دارالافتاء کے دستخط موجود ہیں)

.....گذشتہ کئی سالوں سے استفتاءات اور خطوط کی شکل میں مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی سے متعلق جو نظریات وافکار دارالعلوم دیوبند کو موصول ہورہے ہیں، تحقیق کے بعد اب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی ہے کہ ان کے بیانات میں قرآن وحدیث کی غلط یا مرجوح تشریحات، غلط استدلالات اور تفسیر بالرائے پائی جارہی ہے، بعض باتوں میں انبیاء علیہم السلام کی شانِ اقدس میں بے ادبی ظاہر ہوتی ہے، جب کہ بہت سی باتیں ایسی ہیں جن میں موصوف جمہورِ امت اور اجماعِ سلف کے دائرے سے باہر نکل رہے ہیں۔

بعض فقہی مسائل میں بھی وہ معتبر دارالافتاؤں کے متفقہ فتویٰ کے برخلاف بے بنیاد نئی رائے قائم کرکے عوام کے سامنے شدت کے ساتھ بیان کررہے ہیں (چنانچہ کیمرے والے موبائل کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ:)

میرے نزدیک کیمرے والا موبائل جیب میں رکھ کر نماز نہیں ہوتی، تم علماء سے جتنے چاہے فتوے لے لو، کیمرے والے موبائل سے قرآن کا پڑھنا اور سننا، قرآن کی توہین کرنا ہے، اس میں گناہ ملے گا، کوئی ثواب نہیں ملے گا، اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ قرآن پر عمل کرنے سے محروم کردیں گے، جو علماء اس سلسلہ میں جواز کا فتویٰ دے رہے ہیں، میرے نزدیک وہ علماء سوء ہیں، ان کے دل ودماغ یہود ونصاریٰ سے متأثر ہیں، وہ بالکل جاہل علماء ہیں، میرے نزدیک جو عالم اس کے جواز کا فتویٰ دے خدا کی قسم اس کا دل اللہ کے کلام کی عظمت سے خالی ہے، یہ بات میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ مجھ سے ایک بڑے عالم نے کہا کہ اس میں کیا حرج ہے؟ میں نے کہا کہ اصل میں اس عالم کا دل اللہ کی عظمت سے خالی ہے، چاہے اس کو بخاری یاد ہو، بخاری تو غیر مسلم کو بھی یاد ہوسکتی ہے.....

دستخط اکابر علمائے دارالعلوم دیوبند　　　مہر دارالعلوم دیوبند　　　(ماخوذ از سعادت نامہ ص ۴ و ۸)

اصحابِ دارالعلوم دیوبند نے مولانا محمد سعد صاحب کے حوالہ سے جو کچھ نقول فرمایا ہے وہ بالکل صحیح ہے، مولانا کثرت سے مختلف مجمعوں اور بڑے اجتماعات میں یہ بیان فرمایا کرتے ہیں، خود احقر نے مولانا کی جو تقریریں سنی ہیں اس کے چند اقتباسات انہی کے الفاظ میں پیش کئے جاتے ہیں، نیز اسی نوع کی مولانا کی باتیں پاکستان سے شائع ہونے والے رسالہ ''الفاروق'' جو چار زبانوں میں شائع ہوتا ہے اس میں بھی مولانا کی یہ باتیں شائع ہوئی ہیں، جو درجِ ذیل ہیں:

موبائل اور کیسٹوں میں قرآن پاک اور دینی بیانات سننے سے متعلق مولانا محمد سعد صاحب کے ارشادات

۸؍دسمبر ۲۰۱۲ء بھوپال کے اجتماع میں حضرت مولانا محمد سعد صاحب نے خطاب عام میں بیان فرمایا:

''موبائل پر کیسٹوں پر دین کی باتیں سنتے ہیں، پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے دین کی توہین ہوگئی، میرے بھائیو، عزیزو! یہود ونصاریٰ کے بنائے

ہوئے راستوں سے دلوں میں دین کی بات نہ کبھی اتری ہے نہ آئندہ کبھی اُترے گی، اس غفلت سے خدا کی قسم نہ کبھی بات اتری ہے نہ اترے گی، گناہ تو ملے گا ثواب نہ ملے گا۔ جو حق باطل کے راستہ سے آئے گا اس سے حق نہیں باطل ہی آتا ہے، حق نہیں آتا، میری بات ذرا غور سے سننا جو کچھ کہہ رہا ہوں عمل کے لئے کہہ رہا ہوں۔

ہمارے احساس مردہ ہو چکے ہیں، ہمارے دلوں میں نصرانیت نے جگہ بنالی ہے، موبائل میں قرآن پاک سننا خدا کی قسم گناہ کا ذریعہ ہے، خدا کی قسم گناہ تو ملے گا ثواب نہ ملے گا، کہتے ہیں تبلیغ میں تربیت نہیں، طریقے اختیار کر رکھے ہیں رواجی اور تربیت چاہتے ہیں سنت والی، کہتے ہیں اس کا تعلق استعمال سے ہے، اچھے کام کے لئے استعمال کیا جائے تو اچھا ہے اور غلط کام کے لئے استعمال کیا جائے تو غلط ہے کسی چیز کا حکم اس کے استعمال سے نہیں بلکہ اس کے بنائے جانے سے ہے، کس کام کے لئے وہ بنایا گیا ہے، میں اس کی ایک مثال دیا کرتا ہوں، اللہ کرے دل میں اتر جائے، مریض کے لئے پیشاب دانی بنائی جاتی ہے اس کو اگر دھو کر پاک وصاف کرلیا جائے، یا نئی پیشاب دانی خرید کر لائے ہوں، اس کو استعمال بھی نہ کیا ہو، اور دوسرا کوئی برتن بھی موجود نہ ہو تب بھی کیا اس پیشاب دانی میں پانی پینے کو جی گوارہ کرے گا؟ احساس مردہ ہوگئے ہیں۔ آدمی تھوڑی عقل سے کام لے، ان چیزوں میں قرآن وحدیث پڑھنے کا اس کا جی کبھی گوارہ نہ کرے گا"

موبائل میں قرآن پاک سننا اور پڑھنا قرآن کی توہین ہے

نیز لہر پور کے اجتماع میں مولانا نے مغرب کے بعد عمومی بیان میں ارشاد فرمایا:

"موبائل سے تصویر لینا قطعی حرام ہے، اس کی حرمت میں کوئی دورائے نہیں، شکل بدلنے سے حکم نہیں بدلتا مجھے اس سے بہت نفرت ہے، خدا نہ کرے مجھ سے بددعا نکل جائے، یہ سب شیطان کے مشورے ہیں کہ حرام کو حلال کردے، شکل بدلنے سے حکم نہیں بدلتا، جس کے موبائل میں تصویر ہو اس کو نکال دے ورنہ نقصان اٹھائے گا، جس موبائل میں تصویر ہوگی وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آئیں گے۔

اسی طرح موبائل میں قرآن پاک کا سننا اور پڑھنا یہ قرآن پاک کی توہین ہے (بطور دلیل کے بیان فرمایا) وحی کا اتنا بوجھ تھا لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآن الآیۃ اگر قرآن پہاڑ پر نازل کیا جاتا تو پہاڑ ریزے ریزے ہو جاتا....... اس قرآن پاک کو موبائل میں سنیں کیسے طبیعت گوارہ کرتی ہے؟"

موبائل میں قرآن پاک اور دینی بیانات سننے سے ظلمت پیدا ہوتی ہے

مولانا نے ایک تقریر میں ارشاد فرمایا:

"موبائل میں قرآن سننے سے ظلمت پیدا ہوتی ہے، اس سے گناہ تو ملے گا ثواب ہرگز نہ ملے گا، موبائل میں قرآن سننا پڑھنا قرآن کی بے ادبی ہے، توہین ہے، جو ایسا کرے گا قرآن پر عمل کرنے سے محروم کردیا جائے گا، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ جائز ہے تو سمجھو کہ وہ جاہل ہے، اس کے دل سے اللہ کی عظمت نکل چکی ہے، اس کا دل اللہ کی عظمت سے خالی ہے، ایسے لوگ رواجی طریقوں سے متأثر ہو چکے ہیں، علماء وعوام سب یہود ونصاریٰ کے طریقوں سے متاثر ہوگئے، قرآن کی عظمت نکل رہی ہے اس سے اللہ کا قرب حاصل ہی نہ ہوگا، یہود ونصاریٰ کے آلات میں ظلمتیں ہیں، ہم سب کے سب باطل طریقوں سے متأثر ہو چکے ہیں، بڑے بڑے علماء پڑھے لکھے لوگ رواجی طریقوں سے متأثر ہو چکے ہیں۔

تم اگر موبائل سے بیان بھی سنو گے، قسم خدا کی اس سے ظلمتیں ہوں گی نور نہیں ہوگا۔ یہ سب جاہل علماء نے رواج ڈالا ہے، یہ عالم ہیں ہی نہیں، کتاب پڑھ کر عالم ہوگئے، ان کا دل اللہ کی عظمت سے خالی ہے اگرچہ ان کو بخاری ومسلم یاد ہو جائے، غیر مسلم کو بھی بخاری یاد ہو جاتی ہے۔

جس کی جیب میں ملٹی میڈیا موبائل ہو فرشتے اس کے قریب نہیں آتے اور اس کی نماز بھی صحیح نہیں ہوتی، یہ باتیں تم سے کوئی نہ کہے گا

نیز بیان فرمایا:

''میں تو قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کی جیب میں یہ موبائل ہے فرشتے اس کے قریب ہی نہیں آسکتے، قریب ہی نہیں کھڑے ہو سکتے، لاکھ تاویل کریں، تاویلات نے دین برباد کیا ہے، اس سے تساہل ہوتا ہے، کہتے ہیں عموم بلویٰ ہے، یہ حرام کا دروازہ کھولنا ہے، شکل بدلنے سے حکم نہیں بدلتا، میرے نزدیک تو نماز بھی اس شخص کی نہیں ہوتی جس کی جیب میں موبائل ہے، ہمارا مجمع سب حرام میں گرفتار ہے، اللہ کے واسطے اس عذاب سے اپنے کو بچاؤ، یہ زمانہ فتنہ کا ہے، اس نماز میں کیا مزہ ہے جس میں فرشتوں کا نزول نہ ہو، مولانا محمد یوسف صاحبؒ کی جیب میں چونّی ہوتی تھی اس کو بھی نکال دیتے تھے، فرماتے تھے کہ جیب میں پیسہ کا بت پڑا ہے پتہ نہیں نماز ہوگی یا نہیں، عمل کا تعلق فتویٰ سے نہیں تقویٰ سے ہے، فتویٰ کا تعلق شاید صحت سے ہو لیکن قبولیت کا تعلق تقویٰ سے ہے، مفتی بننا آسان ہے متقی بننا مشکل ہے، جو عالم متقی نہ ہو وہ مفتی ہو ہی نہیں سکتا، کیونکہ وہ اللہ سے ڈرے گا ہی نہیں فتویٰ دینے میں، تم سے یہ باتیں کوئی کہے گا نہیں پوری دنیا میں یہ بھی سن لو، اس کا مجھے اندازہ ہے، پورا اندازہ ہے کیونکہ حضرت فرماتے تھے کہ بے دینی کی بنیاد نظام عالم سے متاثر ہونا ہے، جو نظام کائنات سے متاثر ہوگا اس کو حق کا فتویٰ دینے میں مشکل ہوگی، وہ حق بات کہنے سے گھبرائے گا۔

موبائل اور تصویر کے متعلق جو علماء تساہل برتتے اور سکوت اختیار کرتے ہیں وہ سب علماء سوء ہیں، شیطان ہیں

مولانا نے اپنی تقریر میں ارشاد فرمایا جس کو احقر نے سنا اور ضبط کیا، مولانا نے فرمایا:

''میرے نزدیک علماء سوء ہیں وہ جنہوں نے تصویر کے بارے میں سکوت کیا یا تاویل کی۔ کیا علماء کیا عوام، کیا دیندار کیا بے دین سب ایک ہوگئے، سب حرام میں ہیں، سب حرام کے مرتکب ہیں، ہر ایک کی جیب میں موبائل، بیٹھ کر تصویر لینا، شیطان ان کی گدّی پر سوار ہے اور یہ خود شیطان ہیں، یہ فحش کا پھیلانا ہے خواہ کوئی بھی اس کے جواز کا فتویٰ دیتا ہو، حرام کی بنیاد اللہ کا امر ہے، ٹکنالوجی حلت وحرام کی بنیاد نہیں، حرام کی شکل بدلنے سے اس کا حکم نہیں بدل جائے گا۔ ہر مصور جہنمی ہے، وہ علماء سوء ہیں جنہوں نے مشتبہ چیزوں سے تساہل برتا، جنہوں نے سکوت اختیار کیا وہ علماء سوء ہیں، کسی ایسے گناہ میں مددگار بننا اپنے گناہ میں مبتلا ہونے سے بڑا گناہ ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک زمانہ آئے گا لوگ کہیں گے یہ حلال ہے یہ حرام ہے، حالانکہ دونوں حرام ہیں، حرام کی بدلی ہوئی شکل ہے۔ لمبی لمبی نمازیں پڑھتے ہیں، سب حرام میں ہیں، ووٹ ڈالتے ہیں، انگوٹھے پر نشان ہوتا ہے، ان کا وضو بھی ہوتا ہے یا نہیں؟ ہر عمل سے نورانیت ختم ہو رہی ہے۔ اس کا گناہ ان لوگوں کے سر پر ہے جنہوں نے سکوت اختیار کیا، سارے غلط، سارے علماء سوء ہیں جو مشتبہ باتوں پر سکوت کریں، کرنے والوں کا گناہ بھی ان کے سر۔

موبائل میں قرآن اور دینی بیانات سننا دجل ہے

مولانا نے ایک تقریر میں ارشاد فرمایا جس کو احقر نے سنا:

''جس قرآن کو جبرئیل لے کر آئے کہاں وہ قرآن، اور کہاں موبائل کے اندر قرآن، ایک بٹن دباؤ تو تصویریں، ایک بٹن دباؤ تو قرآن پاک، کوئی عالم یہ بات کہے بڑے افسوس کی بات ہے، میں تو پریشان ہوگیا۔ ہماری جماعتوں کا حال یہ ہے، جو راستہ بننے کا ہے اس میں یہ سب

باتیں اور ظلمتیں ہیں۔ آج سے عہد کرو نہ موبائل میں قرآن رکھیں گے نہ سنیں گے، جو لوگ جائز کہتے ہیں، سب کے سب دھوکہ میں ہیں، یہ سب کا سب دجل ہے اور دجّال کا فر ہے، جو ان باتوں سے نہیں بچیں گے وہ دجال کے فتنہ سے نہیں بچ سکیں گے، لوگوں کو ایسے علماء کے فتوے اچھے لگتے ہیں، جب حیا جاتی رہے تو جو چاہو کرو، پرانے طریقے چھوڑے جا رہے ہیں، رواجی طریقے اختیار کرتے جا رہے ہیں، سمجھتے ہیں تقریر کریں گے کام بن جائے گا، تربیت تقریروں سے نہیں ہوتی سنت طریقوں سے ہوتی ہے۔''

جہاں جاؤ اس بات کو پہنچا دو کہ موبائل میں قرآن سننے سے گناہ تو ملے گا ثواب نہ ملے گا

نیز ارشاد فرمایا :

''موبائل میں قرآن پاک سننا پڑھنا قرآن کی توہین ہے، اس سے نور نکل جائے گا، عظمت نکل جائے گی، اس توہین کی وجہ سے قرآن پر عمل کرنے سے محروم ہو جاؤ گے، موبائل میں قرآن پاک کا پڑھنا قرآن کی توہین اور بے ادبی ہے، اس بے ادبی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے سے محروم کر دیں گے۔ اس لئے جہاں جاؤ اس بات کو پہنچا دو کہ موبائل سے قرآن سننے میں گناہ تو ملے گا، ثواب نہ ملے گا، ہرگز نہ ملے گا، ہرگز نہ ملے گا''

موبائل میں قرآن سننا سہولت نہیں نحوست ہے

مزید ارشاد فرمایا :

''یہ لوگ احمق ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اس میں قرآن سننے میں سہولت ہے، سہولت نہیں نحوست ہے، پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ موبائل سے قرآن نکال دو، رواجی چیزوں سے اجر کبھی نہ ملے گا، ثواب نہ ملے گا گناہ ملے گا۔''

حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کا واقعہ

موبائل میں قرآن پاک سننے سے ثواب تو یقیناً نہیں ملے گا گناہ ضرور ملے گا

نیز ارشاد فرمایا: حضرت جی مولانا محمد یوسفؒ کے زمانہ کی بات ہے، دہلی کی جامع مسجد میں ایک مرتبہ قاری عبدالباسط صاحبؒ کی قرأت کا ٹیپ ریکارڈ آیا اور یہ بات معلوم ہوئی کہ ایک ایسی مشین آئی ہے اس میں سے آدمی کی آواز نکلتی ہے، کسی نے خبر پہنچا دی بنگلہ والی مسجد میں کہ ایک ایسی مشین آئی ہے جس میں سے آدمی کی آواز نکلتی ہے، یہاں سے چند ساتھیوں نے طے کیا کہ خاموشی سے جامع مسجد جائیں گے اور اس مشین سے آواز سنیں گے، دوپہر کے وقت حضرت سے چھپ کر دو چار آدمی جامع مسجد چلے گئے۔ کسی نے حضرت جی کو اس کی اطلاع پہنچا دی کہ بنگلہ والی مسجد سے دو چار لوگ جامع مسجد ایسی مشین سے قرآن سننے گئے ہیں جس میں سے آدمی کی آواز آتی ہے، واپس آئے تو حضرت جی نے سب کو بلوایا اور سب کے کان پکڑوا کر مرغا بنایا، حضرت کے ہاتھ میں لاٹھی تھی، حضرت مارتے جاتے تھے، روتے جاتے تھے، اور کہتے جاتے تھے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون اور فرماتے جاتے تھے کیسے تمہاری ہمت ہوئی، جس قرآن کو جبرئیل امین لے کر آئے، یہود و نصاریٰ کی مشین سے اس میں قرآن سن رہے ہیں، دعوت کا کام کرنے والے یہود و نصاریٰ کی بنائی ہوئی چیزوں سے قرآن سن رہے ہیں۔

میں یقین سے کہہ رہا ہوں کہ ثواب تو ملے گا نہیں، گناہ ملے گا، پکی بات ہے، یہ شیطان کا دھوکہ ہے، دلوں سے اللہ تعالیٰ کے کلام کی عظمت کو نکالنے کے لئے یہ دھوکہ دیا ہے کہ کسی چیز کا حکم استعمال کرنے والے کے اعتبار سے ہے۔ نہیں میرے عزیزو! استعمال کرنے والے کے اعتبار سے نہیں کسی چیز کا حکم اس کے بنائے جانے کے اعتبار سے ہے۔

موبائل اور علماء سوء کے متعلق مولانا سعد صاحب کی تقریر کے چند اقتباسات

ماخوذ از ماہنامہ رسالہ ''الفاروق'' کراچی شعبان ۱۴۳۷ھ

کراچی پاکستان میں حضرت مولانا سلیم اللہ خاں صاحب دامت برکاتہم کی سرپرستی میں نکلنے والے ماہنامہ رسالہ ''الفاروق'' (شعبان ۱۴۳۷ھ) میں حضرت مولانا سعد صاحب کی تقریر آڈیو کلپ کے واسطے سے لفظ بہ لفظ نقل کر کے نفع کی غرض سے شائع کی گئی ہے، توثیق کی غرض سے اس کے کچھ اقتباسات یہاں بھی نقل کئے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا اس طرح کی باتیں کثرت سے بیان کرتے ہی رہتے ہیں ،جس سے امت کو مسلسل غلط پیغام پہنچ رہا ہے اور دین وشریعت کی غلط ترجمانی اور مسائل کی غلط تبلیغ ہورہی ہے۔علماء کرام پر اس کی اصلاح کرنا فرض کفایہ ہے۔چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔ (عناوین ناقل کی طرف سے ہیں)

جس کی جیب میں کیمرہ کا موبائل ہے اس کی نماز نہیں ہوتی

فرشتے اس کے قریب بھی نہیں آتے

''میرے نزدیک تو نماز بھی نہیں ہوتی اس شخص کی جس کی جیب میں کیمرے کا موبائل ہو، جتنے چاہو فتوے لے لو علماء سے، میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ ووٹ ڈالتے ہیں ان کے انگوٹھوں پر نشان لگتا ہے جو مٹتا نہیں ہے اس کا وضو بھی ہوتا ہے کہ نہیں ہوتا۔''

''جیب میں موبائل رکھ کے ان کی نمازوں میں فرشتہ ہوتے ہوں گے کہ نہیں ہوتے ہوں گے،سب دھوکہ، خدا کی قسم سب کو دھوکہ،سب کو دھوکہ ہے۔ان کے ساتھ نماز میں شیاطین ہوتے ہیں،فرشتہ ایک نہیں ہوتا۔ان کی تو گدّی پر شیطان سوار ہے کسی فرشتہ کے ہونے کا امکان ہی نہیں ہے۔ہائے ہائے ایک ضرورت کی چیز تھی موبائل لوگوں نے اسے کیا بنادیا جس کی جیب میں دیکھو گے کیمرہ، میں تو قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ فرشتے اس کے قریب ہی نہیں پھٹک سکتے، یہ لاکھ تاویلات کرے فرشتے قریب نہیں آنے کے،شیطان ان کے ساتھ ہے،فرشتے ساتھ نہیں ہوسکتے۔مجھے یقین ہے پورا۔جتنے بیٹھے ہو نا تم سب سب کی جیبوں میں شیطان ہے۔''

سیدھی بات ہے سیدھی بات،تم لاکھ تاویلات کرو،ان تاویلات نے ہی دین برباد کیا ہے،تاویلات نے ہی ہمارا دین برباد کیا ہے۔میرے بزرگو اور عزیزو! تاویلات ہی سے تساہل پیدا ہوتا ہے۔بقول حضرت تھانویؒ کے مصالح نے ہمارا دین کھو دیا ہے مصلحت ہے مصلحت ہے۔ساری بے دینی مصلحت کی وجہ سے ہے۔حضرت تھانویؒ فرماتے تھے کہ مصالح کو تو پیسا جاتا ہے تب دین میں لذت پیدا ہوتی ہے۔جس طرح مصالح کے پیسنے سے کھانے میں لذت پیدا ہوتی ہے۔اسی طرح دین کی لذت کس میں ہے؟ مصالح کے پیسنے میں ہے،مصالح کو پیسو تاکہ حکم پورا ہو۔''

موبائل کی تصویر کے بارے میں جو علماء سکوت یا تاویل کرتے ہیں وہ علماء سوء ہیں

''میرے نزدیک علماء سوء ہیں وہ جنہوں نے تصویر کے بارے میں سکوت یا تصویر کے بارے میں تاویلات یا تصویر کے بارے میں تساہل برتا ہے، وہ علماء سوء ہیں اور اللہ ان سے ان کا حساب لے گا، اللہ حساب لے گا۔مجھے اس کا بڑا دکھ ہے، بڑا غم ہے کیا علماء، کیا عوام، کیا دیندار، کیا بے دین،سب ایک ہیں،سب ایک پلڑے میں ہیں،سب ایک پلڑے میں ہیں۔''

''میں تو سمجھتا ہوں علماء سوء ہیں وہ علماء، علماء سوء ہیں وہ جن علماء نے مشتبہ چیزوں میں تساہل برتا ہے۔اور ان چیزوں کے بارے میں سکوت اختیار کیا، ایسے علماء علماء سوء ہیں۔''

جولوگ علماء ومشائخ کی تصویر رکھتے ہیں وہ صریح شرک کرتے ہیں

’’جولوگ علماء کی یا مشائخ کی تصویریں رکھتے ہیں وہ شرک کرتے ہیں، شرک کرتے ہیں، خدا کی قسم شرک کرتے ہیں، شرک ہے یہ، جولوگ تبرک کے لئے علماء ومشائخ کی تصویریں رکھتے ہیں وہ شرک کرتے ہیں، شرک کرتے ہیں، صراحتاً شرک کرتے ہیں۔

’’میرے عزیزو! عمل کا تعلق فتوے سے نہیں تقوے سے ہے، قبولیت کا تعلق محض تقوے سے ہے۔ میں کیا بتاؤں مفتی بننا آسان ہے متقی بننا مشکل ہے، مفتی تو بہت مل جاویں گے سیکڑوں، لیکن متقی نہیں ملتے، اور یاد رکھو جو آدمی متقی نہ ہو مفتی ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ وہ اللہ سے ڈرے گا ہی نہیں فتویٰ دینے میں‘‘

یہ باتیں پوری دنیا میں تم سے کوئی نہ کہے گا

’’اور یہ بات تم سے کوئی نہیں کہنے کا دنیا میں اس کا بھی مجھے اندازہ ہے، کیونکہ حضرت فرماتے تھے کہ بے دینی کی اساس نظام عالم سے متأثر ہونا ہے، یہ بے دینی کی بنیاد ہے، جو بھی نظام کائنات سے متأثر ہوگا، اس کو حق کا فتویٰ دینے میں مشکل پیش آئے گی، جو بھی ہوگا، جو بھی نظام عالم سے متأثر ہوگا وہ حق بات کہنے میں گھبرائے گا، عموم بلوی کہہ کہہ کے کہ عام لوگوں کے لئے مشکل ہے لہٰذا اس بارے میں تھوڑا سا تساہل برتا جائے، بس یہ ہوگا حرام کا دروازہ کھولنا، یہاں سے حرام کا دروازہ کھل جائے گا‘‘

جو حق و باطل میں امتیاز نہ کرسکے وہ ہدایت پر نہیں، گمراہ ہے، ہمارا مجمع حرام میں گرفتار ہے

’’میں تو سوچ رہا تھا کہ اس کام سے ہونا کیا تھا ہو کیا رہا، اور سب سمجھ رہے ہیں کہ بہت خوب کام پھیل رہا ہے خوب ترقی ہو رہی کوئی ترقی نہیں اگر باطل کا باطل ہونا نہ کھلے تو یاد رکھنا سب دھوکہ میں ہیں۔ اگر باطل کا باطل ہونا نہیں کھلتا، کام کرنے والوں پر، تو سمجھ لیں کہ گمراہی کی طرف ہیں ورنہ باطل کا باطل ہونا کھل جانا چاہئے۔ دعوت سے جو حق و باطل کی تمیز نہ کرسکے وہ ہدایت پر ہے ہی نہیں، ہدایت پر تو وہ ہوتا ہے جو حق و باطل میں تمیز کرسکے۔ مجھے بڑا دکھ ہوا آج، سچی بات ہے کہ ہمارا مجمع حرام میں گرفتار ہے اور سمجھتا ہے کہ ہم کام کر رہے ہیں، اللہ کے واسطے اس عذاب سے اپنے آپ کو بچاؤ اور اس سے توبہ کرو، یہ (یعنی کیمرہ والا موبائل) اس زمانہ کا ایسا فتنہ ہے جس کو لوگ فتنہ نہیں سمجھتے، کیا مزہ اس نماز میں جس میں فرشتہ کی مصاحبت نہ ہو جس میں فرشتوں کا نزول نہ ہو۔ مولانا یوسف صاحبؒ جیسے ہی بڑھتے مصلے کی طرف جیب میں اگر ایک چونی بھی ہوتی تو نکال کر باہر رکھ دیتے اور فرماتے کہ جیب میں بت پڑا ہوا ہے پیسوں کا بت، پتہ نہیں کہ نماز ہوگی کہ نہیں ہوگی۔

(ماخوذ: ماہنامہ رسالہ ’’الفاروق‘‘ ص ۲۴ تا ۲۷، کراچی پاکستان شعبان ۱۴۳۷ھ)

موبائل میں قرآن پاک اور دینی بیانات سننے سے متعلق مولانا سعد صاحب کے ارشادات کا خلاصہ

مولانا سعد صاحب دامت برکاتہم نے اپنے متعدد بیانوں میں موبائل اور کیسٹ سے متعلق جو باتیں بیان فرمائیں تحقیق کی غرض سے تلاش کے بعد احقر نے خود بھی سنا، جس میں مولانا نے واضح طور پر موبائلوں اور کیسٹوں سے دین کی باتیں سننے خصوصاً قرآن پاک سننے کو غلط اور ناجائز بتلایا اور فرمایا یہ طریقہ یہود ونصاریٰ کا ہے، خدا کی قسم اس سے دین نہ اترا ہے نہ اترے گا، اس میں قرآن پاک سننا قرآن کی توہین ہے، اس سے اللہ کا قرب حاصل نہ ہوگا۔ خدا کی قسم اس سے ظلمتیں پیدا ہوں گی، خدا کی قسم اس سے گناہ تو ہوگا ثواب نہ ملے گا، جس کی جیب میں ایسا موبائل ہو اس کی نماز نہیں ہوگی، فرشتے اس کے قریب نہ آئیں گے، موبائل میں تصویر رکھنا شرک ہے، بڑے بڑے علماء اس سے متأثر ہو چکے ہیں، ہمارا مجمع سب حرام میں مبتلا ہے، جاہل علماء نے اس کا رواج ڈالا ہے جو کتاب پڑھ کر عالم ہو گئے، بخاری و مسلم تو غیر مسلم کو بھی یاد ہو جاتی ہے۔ کہتے ہیں اس میں سہولت ہے، سہولت نہیں نحوست ہے، جن علماء نے تاویل سے اس کو جائز قرار دیا، وہ سب علماء سوء ہیں، لاکھ تاویل کرو قسم خدا کی اس

میں گناہ تو ہوگا ثواب نہیں ہوگا اس سے ظلمت تو پیدا ہوگی نور نہیں ہوگا۔ جو علماء اس میں سکوت کرتے ہیں وہ سب علماء سوء ہیں، اس توہین کی وجہ سے قرآن پاک پر عمل کرنے سے محروم ہوگئے، جہاں جاؤ اس بات کو پہنچا دو کہ موبائل سے قرآن پاک سننے میں گناہ تو ملے گا ثواب نہ ملے گا، ہرگز نہ ملے گا، ہرگز نہ ملے گا، یہ باتیں تم سے کوئی اور کہنے والا نہیں پوری دنیا میں''

یہ اور اس طرح کی بہت سی باتیں مولانا نے اپنے بیان میں لاکھوں کے مجمع میں بیان فرمائیں اور کثرت سے ان کو بیان فرماتے رہتے ہیں، اندازہ لگائیے کہ مولانا کی ان باتوں سے امت کو کتنا غلط پیغام پہنچا اور دین کی کتنی غلط ترجمانی ہوئی، مولانا نے یہ بات بالکل صحیح فرمائی کہ یہ باتیں پوری دنیا میں تم سے کوئی اور کہنے کا نہیں، واقعی آج تک عرب وعجم کے کسی فقیہ ومفتی نے یہ باتیں نہیں کہیں، نہ کسی دارالافتاء نے ایسا فتویٰ دیا اور نہ کوئی فقیہ ومفتی ایسی بات کہہ سکتا ہے، یہ صرف مولانا کا تفرد ہے کہ اتنے وثوق اور جزم کے ساتھ مولانا ارشاد فرمارہے ہیں کہ موبائل اور کیسٹوں میں قرآن پاک یا دینی پروگرام سننے سے دین نہیں آسکتا، گناہ تو ملے گا ثواب نہ ملے گا، وغیرہ وغیرہ، اور ساتھ ہی جو علماء اس کے خلاف کہتے ہیں وہ سب جاہل اور علماء سوء ہیں یہود ونصاریٰ کے طریقوں کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مولانا کے اس نوع کے بیانات سے امت کا بڑا طبقہ بہت سے علماء کو علماء سوء سمجھنے لگا اور یہ کہ آج کل کے مفتی متقی نہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ مولانا کے یہ خطرناک قسم کے دعوے محض دعوے ہی ہیں یا ان کی کوئی شرعی دلیل بھی ہے؟ آخر کس بنیاد پر مولانا اس نوع کی ساری چیزوں کو ناجائز اور ان سے قرآن سننے کو گناہ اور باعث ظلمت قرار دے رہے ہیں اور جو علماء ان کی بات سے متفق نہ ہوں ان سب کو جاہل اور علماء سوء قرار دے رہے ہیں۔

مولانا محمد سعد صاحب کی حمایت میں دیئے گئے جواب کا اقتباس

مولانا محمد سعد صاحب کے بیانات ان ہی کے الفاظ میں آپ کے سامنے ہیں، مولانا کی طرف سے ان کی حمایت اور دفاع میں حضرت مولانا سید محمد سلمان صاحب (ناظم مظاہر علوم سہارنپور) دامت برکاتہم کی زیر نگرانی جو جوابات دیئے گئے ہیں اس موضوع سے متعلق جو سوال وجواب ہے وہ درج ذیل ہے:

اعتراض نمبر ۳: کیمرے والے موبائل سے متعلق مولانا کے نظریات

جواب: مولانا نے کیمرے والے موبائل سے متعلق جو بہت سخت تبصرے کئے ہیں جن میں بعض تبصرے فتوے کی شکل اختیار کر گئے ہیں، مولانا نے ان سے رجوع کر لیا ہے، البتہ اس سلسلہ میں جو آڈیو یا اقتباسات جس تسلسل کے ساتھ پیش کئے جاتے ہیں، وہ قطع وبرید سے خالی نہیں ہیں، مثلاً علمائے سوء والی بات کی اصل عبارت یہ ہے: ''علماء سوء ہیں علماء سوء ہیں وہ لوگ جنہوں نے مشتبہ چیزوں میں تساہل برتا ہے'' (بلفظہٖ) واضح رہے کہ مولانا کا نظریہ کیمرے والے موبائل سے متعلق وہی ہے جو تمام علمائے حقہ کا ہے کہ اس کا بے جا استعمال انتہائی مضر ہے، خصوصاً عوام کے لئے جو اس کے نقصانات سے اپنے آپ کو نہیں بچا سکتے، طلباء کے لئے دارالعلوم، مظاہر علوم اور ندوۃ العلماء وغیرہ میں سخت پابندی اس کی بیّن دلیل ہے، اور عوام الناس موبائل پر موجود رطب ویابس مضامین پر قناعت کی وجہ سے صحبت علماء سے محروم ہوتے جارہے ہیں، اور صحیح بات تک پہنچنے کا راستہ بند ہوتا جارہا ہے۔ (ص۱۳)

قابل غور بات یہ ہے کہ مولانا سعد صاحب نے مذکورہ مسئلہ میں موبائل سے متعلق پختہ اور مضبوط دلائل کی روشنی میں اپنے موقف کو بیان فرمایا ہے اور جو علماء ان کے موقف سے متفق نہیں ان سب کو علماء سوء قرار دیا ہے، اور ان کی گدّی پر شیطان سوار ہونا بیان فرمایا ہے، اور جواب میں ان باتوں سے مولانا کے رجوع کرنے کو بھی تحریر کیا گیا ہے، سوال یہ ہے کہ اس غلط مسئلہ سے مولانا سعد صاحب نے خاموش رجوع کب، کہاں، کس تاریخ کو، کس تقریر یا تحریر میں، کس فرد یا جماعت کے سامنے یا کس مجلس میں کیا؟ کسی کو اس کا پتہ نہیں، لاکھوں کے مجمع میں مولانا کے بیانات کے واسطہ سے یہ غلط مضامین لوگوں کے کانوں میں پہنچ چکے ہیں، اِن کی اصلاح اور تدارک کی ذمہ داری بھی اسی انداز سے مولانا پر واجب ہے۔

الغرض اس سلسلہ میں مولانا جو دلائل بیان فرماتے ہیں اس سے بہت سے کم پڑھے لکھے لوگ غلط فہمی اور دھوکہ میں مبتلا ہو چکے ہیں، اس لئے مولانا کے بیان کردہ ان دلائل کا علمی وتحقیقی جائزہ لینے کی شرعی ضرورت محسوس ہوتی ہے، جو پیشِ خدمت ہے۔

مولانا محمد سعد صاحب کے مذکورہ ارشادات واقتباسات کا علمی وتحقیقی جائزہ دلائل کی روشنی میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين

و على آله و صحبه اجمعين اما بعد!

فصل ۲

جدید آلات اور ایجادات کا شرعی ضابطہ

اس سلسلہ میں فقہاء اسلام نے قرآن وحدیث اور اصول شرع کی روشنی میں جو ضابطہ تحریر فرمایا ہے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں :

''اسلام میں تعصّب نہیں چنانچہ تشبہ بالکفار کے مسئلہ میں شریعت نے تفصیل کی ہے کہ جو چیز کفار ہی کے پاس ہو اور مسلمانوں کے یہاں اس کا بدل نہ ہو اور وہ شئے کفار کا قومی شعار یا مذہبی امر نہ ہو تو اس کا اختیار کرنا جائز ہے جیسے توپ، ہوائی جہاز، موٹر وغیرہ، چنانچہ ایک بزرگ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے دست مبارک میں بندوق ہے اور آپ اس کی طرف اشارہ کر کے فرما رہے ہیں نعم السّلاح کہ بہت اچھا ہتھیار ہے، میں اس خواب سے استدلال نہیں کرتا صرف تائید میں بیان کر دیا، ورنہ اصل استدلال قواعد فقہیہ سے ہے۔ اور اس قاعدہ کی بنا پر نہ ہم ایجادات سے منع کرتے ہیں اور نہ یورپ کی ایجادات کے استعمال سے منع کرتے ہیں۔ تم شوق سے ایجادات کرو اور دوسروں کی ایجادات سے نفع بھی حاصل کرو، مگر حدود سے تجاوز نہ کرو اور جن امور میں وہ لوگ حدود سے تجاوز کر رہے ہیں ان میں تقلید نہ کرو۔

(وعظ الحدود والقیود ملحقہ حدود و قیود ص ۴۴، ۴۷ رج ۲۵)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

''خلاصہ کلام یہ ہے کہ مصنوعات وایجادات قدیم ہوں یا جدید جن سے انسان کی معاشی فلاح کا تعلق ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان نعمتیں ہیں، جو انسان کو عطا ہوئی ہیں، عاقل انسان کا کام یہ ہے کہ ان نعمائے الٰہیہ سے فائدہ اٹھائے اور اس کا شکر گزار ہو، اور ادنیٰ شکر گزاری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو اس کی نافرمانیوں اور گناہوں میں صرف نہ کرے۔

شریعت اسلام ان ایجادات ومصنوعات میں صرف یہ چاہتی ہے کہ خدا کی ان نعمتوں سے اس کی دی ہوئی عقل کے ذریعہ نئی ایجادیں کریں، معاشی آسانیاں حاصل کریں، مگر دو شرطوں کے ساتھ۔ ایک یہ کہ اس کی عطا کردہ نعمتوں کو اس کی نافرمانیوں میں استعمال نہ کریں، دوسرے عطا کرنے والے منعم حقیقی کو نہ بھولیں'' (آلات جدیدہ کے شرعی احکام، جواہر الفقہ ص ۲۹۴ رج ۷)

حق تعالیٰ کا فرمان ہے: هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَافِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا. (بقرہ پ۱)

ترجمہ: وہ ذات پاک ایسی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے فائدے کے لئے جو کچھ بھی زمین میں موجود ہے سب کا سب۔ (بیان القرآن)

اللہ تعالیٰ نے اس عالم میں جو کچھ پیدا کیا ہے وہ سب تمہارے نفع وراحت رسانی کے لئے ہے۔ اس میں تمام وہ چیزیں اور جدید آلات بھی شامل ہیں جو آئندہ پیدا ہوتے رہیں گے، حق تعالیٰ کا فرمان ہے وَيَخْلُقُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ. (نحل پ۱۴) کہ اللہ تعالیٰ آئندہ ایسی چیزیں پیدا کرے گا جس کو تم لوگ جانتے بھی نہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

''یعنی اللہ تعالیٰ پیدا کرے گا وہ چیزیں جن کو تم نہیں جانتے، اس میں وہ تمام چیزیں بھی داخل ہیں جو آئندہ زمانہ میں ایجاد ہوں گی کیونکہ تخلیق ان سب چیزوں کی درحقیقت خالق مطلق ہی کا فعل ہے، سائنس قدیم وجدید کا اس میں صرف اتنا ہی کام ہے کہ قدرت کی پیدا کی ہوئی

دھاتوں میں قدرت ہی کی دی ہوئی عقل وفہم کے ذریعہ جوڑ توڑ کر کے ان کے مختلف کل پرزے بنالے، اس کا کام اس سے زائد نہیں کہ قدرت الٰہیہ کی پیدا کی ہوئی قدرتوں کا استعمال سیکھ لے، دنیا کی ساری ایجادات اسی استعمال کی تفصیل ہیں۔ (معارف القرآن ص۴۴۴ رج ۵ سورہ نحل پ۱۴)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے، علمائے محققین، فقہائے متقدمین ومتأخرین واصولیین نے اس کی تصریح فرمائی ہے، چنانچہ آیت هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّافِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا. کے تحت امام رازیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''فقہاء نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ تمام اشیاء اور منافع میں اصل حلّت اور اباحت ہے''

(۱) والفقهاء رحمهم الله استدلّوا به على أن الأصل فى المنافع الإباحة وقدبيناه فى أصول الفقه. (تفسیر کبیر للرازی ص۱۵۴ رج ۲)

علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ تمام چیزوں کو حق تعالیٰ نے اس واسطے پیدا کیا تاکہ اس کے ذریعہ تم حق تعالیٰ کی طاعت پر تقویت حاصل کرو، معصیت میں صَرف کرنے سے بچو۔

(۲) قال القرطبى خَلَقَ لَكُمْ مَّافِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا لتتقوا به على طاعته لالتصرفوه فى وجوه معصيته.

(تفسیر قرطبی ص۲۴۸ رج ۱)

قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے دنیا کی تمام چیزوں کو تمہارے مصالح کے واسطے پیدا کیا۔

(۳) خَلَقَ لَكُمْ مَّافِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا لانتفاعكم فى الدنيا فى مصالحكم........... (تفسیر مظہری ص۴۵ رج ۱)

علامہ آلوسیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں واضح طور پر تحریر فرمایا ہے کہ اس روئے زمین پر اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی پیدا کیا وہ اسی وجہ سے تاکہ تم دنیاوی امور میں اس سے نفع اٹھاؤ۔

علماء اہل سنت کی بڑی تعداد اور فقہاء احناف وشوافع نے اسی آیت سے استدلال کیا ہے کہ اس روئے زمین پر تمام مفید اور نافع چیزیں سب کی سب حلال ہیں، الا یہ کہ شریعت نے اس کو منع کیا ہو۔

(۴) اللام للتعليل والانتفاع أى خلق لأجلكم جميع مافى الأرض لتنتفعوا به فى أمور دنياكم، واستدل كثير من أهل السنة الحنفية والشافعية بالآية على إباحة الأشياء النافعة قبل ورود الشرع واختاره الإمام فى المحصول والبيضاوى فى المنهاج. (تفسیر روح المعانی ص۲۱۵ رج ۱)

(۵) علامہ بیضاوی وغیرہ نے بھی اسی کو اختیار فرمایا ہے، علامہ ابن نجیم حنفی نے الاشباہ والنظائر میں اس ضابطہ کو ذکر فرمایا ہے کہ اصل اشیاء میں حلت واباحت ہے۔ (الاشباہ والنظائر ص۱۱۵)

جدید آلات موبائل وغیرہ کے جائز وناجائز ہونے کا شرعی ضابطہ

اس سلسلہ میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اپنی کتاب ''آلاتِ جدیدہ کے شرعی احکام'' میں دلائل شرعیہ کی روشنی میں ایسا فیصلہ کن شرعی ضابطہ تحریر فرمایا ہے جس سے تمام قسم کے جدید آلات کا ہر زمانہ میں شرعی حکم آسانی سے معلوم کیا جاسکتا ہے، اسی شرعی ضابطہ کی روشنی میں ہر شخص بآسانی یہ فیصلہ بھی کرسکتا ہے کہ موبائل وغیرہ میں قرآن پاک سننا درست اور باعث اجر وثواب ہے یا باعث گناہ وعذاب؟

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں :

(۱) ''جو آلات ناجائز اور غیر مشروع کاموں ہی کے لئے وضع کئے جائیں جیسے آلات قدیمہ میں ستار، ڈھولکی وغیرہ اور آلات جدیدہ میں اسی قسم کے آلات لہو وطرب، ان کی ایجاد بھی ناجائز ہے، صنعت بھی، خرید وفروخت بھی، اور استعمال بھی۔

(۲) جو آلات جائز کاموں میں بھی استعمال ہوتے ہیں ناجائز میں بھی، جیسے جنگی، اسلحہ اسلام کی تائید وحمایت میں بھی استعمال ہوسکتا ہے، مخالفت میں بھی، یا ٹیلی فون، تار، موٹر، ہوائی جہاز، ہر قسم کی جائز وناجائز عبادات ومعصیت میں استعمال ہوسکتے ہیں، ان کی ایجاد، صنعت،

تجارت جائز کاموں کی نیت سے جائز ہے، اور جائز کاموں میں ان کا استعمال بھی جائز ہے، حرام اور معصیت کی نیت سے بنایا جائے یا اس میں استعمال کیا جائے تو حرام ہے۔

(۳) ایسے آلات جو اگرچہ جائز کاموں میں بھی استعمال ہو سکتے ہیں لیکن عادۃً ان کو لہو ولعب اور ناجائز کاموں ہی میں استعمال کیا جاتا ہے جیسے گراموفون وغیرہ، ان کا استعمال کراہت سے خالی نہیں، جیسے گراموفون میں قرآن کا ریکارڈ سننا بھی مکروہ ہے، کیونکہ یہ کام اگرچہ اپنی ذات میں جائز بلکہ موجب ثواب ہے لیکن جس آلہ کو عادۃً لہو ولعب اور طرب کے کاموں میں استعمال کیا جاتا ہے اس میں قرآن سننا اور قرآن کو لہو ولعب کی صورت دینا ایک قسم کی بے ادبی ہے۔

مثال سے وضاحت

(جیسے) ریڈیو کا استعمال اگرچہ عام حکومتوں اور عوام کی بد مذاقی سے مخرّب اخلاق اور غیر مشروع چیزوں میں زیادہ تر کیا جا رہا ہے لیکن خبروں اور دوسری مفید اور جائز معلومات کا درجہ بھی اس میں خاص اہمیت رکھتا ہے، اس لئے اس کا حکم بھی وہی ہے جو قسم دوم کے آلات کا ہے کہ جائز کاموں میں اس کا استعمال جائز اور ناجائز کاموں میں ناجائز ہے اور اس کی صنعت وتجارت مطلقاً جائز ہے بشرطیکہ اپنی نیت جائز کاموں کی ہو اگرچہ خریدنے والا اس کو ناجائز میں استعمال کرے۔ (آلات جدیدہ کے شرعی احکام، ملحقہ جواہر الفقہ جدید ص ۲۹۵ / ج ۷)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے آلات جدیدہ کے متعلق جو شرعی ضابطہ اور مثال ذکر فرمائی ہے اس کی روشنی میں آج کل کے موبائل، فیکس مشین، انٹرنیٹ اور اس سے متعلقہ دیگر جدید آلات لیپ ٹاپ کمپیوٹر وغیرہ کا شرعی حکم آسانی سے معلوم ہو سکتا ہے، اور یہ فیصلہ بھی آسانی سے کیا جا سکتا ہے کہ ان آلات کو دینی مقاصد میں استعمال کرنا یا ان میں قرآن پاک اور دینی مضامین سننا درست اور باعث اجر وثواب ہے یا ناجائز اور باعث گناہ وعذاب؟

حکم تو بالکل واضح ہے کہ جب ان آلات کا استعمال ناجائز کاموں کے ساتھ بہت سے مفید اور جائز کاموں اور دینی مقاصد کے لئے بھی بکثرت ہوتا ہے تو قسم دوم میں داخل ہونے کی وجہ سے جائز کاموں کے لئے ان کا استعمال بھی جائز ہوگا، اور ناجائز کاموں کے لئے ان کا استعمال ناجائز ہوگا، اجر وثواب کے کاموں میں ان کا استعمال اجر وثواب کا باعث ہوگا اور معصیت اور گناہ کے کاموں میں ان کا استعمال بھی باعث گناہ وعذاب ہوگا۔

جیسے ریڈیو اور لاؤڈ اسپیکر کہ اس کا استعمال بھی اپنے اختیار پر موقوف ہے، بلکہ ریڈیو میں تو اس درجہ اپنا اختیار بھی نہیں ہوتا کہ آپ جو مفید مضامین اور پروگرام چاہیں صرف وہی اس میں نشر ہو سکیں بلکہ مفید مضامین مثلاً خبروں وغیرہ کے علاوہ بہت سے خلاف شرع اور غلط مضامین اور ناجائز پروگرام، ناچ گانے وغیرہ بھی اس میں نشر ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ مفید خبریں اور اہم مضامین بھی آتے ہیں، البتہ ان کا استعمال آپ کے اختیار پر موقوف ہے، جب ریڈیو کو دوسری قسم میں داخل کر کے حضرت مفتی شفیع صاحبؒ نے جائز قرار دیا ہے، چنانچہ خود حضرت مفتی صاحبؒ ریڈیو پر درس قرآن بھی دیا کرتے تھے (مقدمہ معارف القرآن) تو موبائل اور ٹیپ ریکارڈر میں ریڈیو سے زیادہ بلکہ تقریباً کل کا کل اپنا ہی اختیار ہوتا ہے جو چاہئے بات کریئے جو چاہئے سنئے، ریڈیو کی طرح بے اختیار غلط باتیں اس میں نہیں ہو سکتیں، اس لئے موبائل اور اس جیسے آلات مثلاً فیکس مشین وغیرہ بدرجہ اولیٰ دوسری قسم میں داخل ہو کر بغیر کسی کراہت وقباحت کے مباح اور جائز ہوں گے، اور دینی کاموں میں ان کا استعمال اور دینی پروگراموں نیز اور قرآن پاک کا ان میں سننا اس میں بلا شبہ درست اور باعث اجر وثواب ہوگا البتہ ناجائز چیزوں کا سننا بے شک ناجائز اور باعث گناہ ہوگا۔

یہ ہے موبائل وغیرہ آلات کا شرعی حکم جو کتاب وسنت کی روشنی میں بیان کردہ فقہی ضابطہ کے بالکل موافق ہے اور اسی کے مطابق تمام علماء عرب وعجم کا فتویٰ ہے، دنیا کے کسی معتبر فقیہ ومفتی نے اس کو یا اس میں قرآن پاک سننے کو ناجائز نہیں قرار دیا، اور اکابر علماء کا اس کے مطابق عمل بھی رہا ہے۔ اب اس سلسلہ میں اکابر علماء کے چند فتاویٰ اور ان کے معمولات پیش کئے جاتے ہیں، ان کی روشنی میں بھی ہر شخص بہت آسانی سے فیصلہ کر سکتا ہے کہ محترم مولانا کی یہ باتیں کس حد تک درست ہو سکتی ہیں۔

ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ میں قرآن پاک کی تلاوت کرنے اور سننے سے متعلق مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا فتویٰ

حضرت اقدس مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے وقت میں موبائل ایجاد نہیں ہوا تھا البتہ ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ کا رواج ہو چکا تھا، اس وقت یہ سوال سامنے آیا کہ ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ میں قرآن پاک پڑھنا، بھرنا اور اس سے سننا درست ہے یا نہیں، خصوصاً ریڈیو تو ایسا آلہ ہے جس میں مفید پروگراموں کے ساتھ فحش گانے اور گندے پروگرام بھی نشر ہوتے ہیں اور کثرت سے لوگ غلط مقاصد میں بھی استعمال کرتے ہیں، لیکن فی نفسہٖ چونکہ اس کی وضع لہو وطرب کے لئے نہیں ہوئی بلکہ ضرورت کے لئے ہوئی ہے، اس لئے یہ آلہ لہو وطرب کا آلہ نہیں ہے بلکہ آلہ ضرورت ہے، اسی بنیاد پر حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ، لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ قرآن پاک پڑھنے پڑھانے اور سننے سنانے کو جائز قرار دیا ہے۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا فتویٰ درج ذیل ہے:

السوال : (۱) ریڈیو پر تلاوت قرآن جائز ہے یا نہیں؟

(۲) ریڈیو کے ذریعہ تلاوت قرآن سننا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: پہلے اصولی طور پر جان لینا ضروری ہے کہ جو آلات خاص طور پر لہو وطرب کے لئے وضع کئے گئے ہیں جیسے طبلہ، سارنگی، دوتار، ہارمونیم وغیرہ پر قرآنی آیات کی آواز بنانا بے ادبی اور گستاخی ہے اس لئے بالکل ناجائز ہے۔

البتہ جو آلات ایسے ہیں کہ نہ ان کی وضع لہو وطرب کے لئے ہے نہ ان کو عموماً آلات لہو وطرب سمجھا جاتا ہے ایسے آلات پر قرآن مجید کی تلاوت کرنا اور اس کا سننا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ آداب تلاوت کی پوری رعایت کی جائے مثلاً جس مجلس میں تلاوت کی جارہی ہے وہ مجلس لہو وطرب کی مجلس نہ ہو۔ قاری ادب واحترام کے ساتھ ثواب سمجھ کر قرأت کرے، آلۂ مکبّر الصوت (لاؤڈ اسپیکر) ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ مشین وغیرہ آلات بظاہر اسی قسم میں داخل ہیں، اگرچہ ریڈیو کے استعمال کرنے والوں کی بد مذاقی نے زیادہ تر گانے بجانے اور لغو چیزوں میں لگا رکھا ہے اسی وجہ سے بعض علماء نے اس پر تلاوت قرآن کو درست نہیں سمجھا، لیکن دوسرے مفید کام مثلاً دنیا کی خبریں اور تلاوت یا تفسیر قرآن اور دوسرے مفید مضامین کی بھی اس میں خاص اہمیت پائی جاتی ہے، اس لئے یہ صحیح ہے کہ اس کو آلات لہو وطرب کے حکم میں داخل نہیں کیا جاسکتا، اس لئے اس پر تلاوت قرآن فی نفسہٖ جائز ہے۔

مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد ایسی ہی ہے جو قرآن کو قرآن ہی کی حیثیت سے سنتی ہے اور اس سے فائدہ اٹھاتی ہے اور اس کو خاص اہمیت دیتی ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو ریڈیو کا ادارہ کبھی اس کو اپنے پروگرام میں شامل نہ کرتا، اس لئے تلاوت کرنے والے کے پیش نظر وہی حضرات ہو سکتے ہیں جو آداب کی رعایت کرتے ہیں، اس لئے اصول وقواعد پر نظر کرنے کے بعد صحیح یہی معلوم ہوتا ہے کہ بے جا اور غلط استعمال کرنے کی ذمہ داری خود استعمال کرنے والوں پر ہے، تلاوت کرنے والے کو اس کا ذمہ دار نہیں کہا جاسکتا۔

دوسرا سوال ریڈیو کی تلاوت قرآن سننے سے متعلق ہے اس کا جواب ظاہر ہے کہ جس چیز کا پڑھنا جائز ہے اس کا سننا بھی جائز ہے۔

(آلات جدیدہ کے شرعی احکام، ملحقہ جواہر الفقہ ص ۴۵۰، ج ۷)

حضرت اقدس مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے مذکورہ بالا تفصیلی فتوے سے آج کل کے جدید آلات مثلاً موبائل، کمپوٹر، لیپ ٹاپ، فیکس مشین، انٹرنیٹ وغیرہ کے استعمال کرنے اور ان کو دینی مقاصد تلاوت قرآن اور دینی بیان میں استعمال کرنے کا حکم نہایت آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے کہ چونکہ یہ آلات آلات لہو وطرب نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی وضع اس لئے ہوئی ہے بلکہ یہ سب آلات ضرورت ہیں، لاکھوں کروڑوں لوگ اس کو اپنی کاروباری اور دینی و دنیوی ضروریات میں استعمال کرتے ہیں، بدکار لوگ اس کا استعمال غلط مقاصد میں کرتے ہیں اس کی ذمہ داری اور اس کا

وبال خود ان کے سر پر ہوگا، ان کے غلط استعمال کرنے سے اصل حکم اور نفس جواز میں کوئی فرق نہ پڑے گا، اگر چہ ان کا غالب استعمال ناجائز امور ہی میں لوگ کیوں نہ کرتے ہوں۔

بلکہ ریڈیو کے مقابلہ میں ان آلات (موبائل، لیپ ٹاپ، فیکس) وغیرہ کا معاملہ زیادہ اہون ہے کیونکہ ریڈیو میں نشر ہونے والے پروگرام آپ کے اختیار میں نہیں ہوتے یعنی ناجائز پروگرام گانے وغیرہ ضرور نشر ہوتے ہیں البتہ ان کا سننا نہ سننا آپ کے اختیار میں ہوتا ہے اور موبائل، ٹیپ رکارڈ وغیرہ کا استعمال کلی طور پر آپ ہی کے اختیار میں ہوتا ہے، آپ کے قصد وارادہ کے بغیر اس میں کوئی ناجائز پروگرام نہیں آسکتا، تو جب ہمارے فقہاء نے ریڈیو کے استعمال اور اس میں قرآن پاک کی تلاوت کرنے اور سننے نیز دینی بیانات، درس قرآن وغیرہ کے سننے کی اجازت دی ہے (جب کہ اس کا غالب استعمال ناجائز امور میں بھی ہوتا ہے اور ناجائز پروگرام بھی اس میں نشر ہوتے ہیں اس کے باوجود اس کو جائز قرار دیا ہے) تو پھر موبائل ٹیپ ریکارڈ وغیرہ میں قرآن پاک اور دینی پروگرام سننا کیوں ناجائز ہوگا اور کیونکر قرآن پاک کی توہین کو مستلزم ہو جائے گا؟ اسی وجہ سے ہمارے تمام اکابر علماء وفقہاء نے بغیر کسی کراہت کے اس کو جائز رکھا اور دینی مقاصد میں اس کا استعمال بھی کیا، خود حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب ریڈیو میں درس قرآن دیا کرتے تھے۔ (مقدمہ معارف القرآن ص ۶۴ ج ۱، مطبوعہ دہلی جسیم بکڈپو)

جامعہ قاسمیہ شاہی مراد آباد کا فتویٰ

حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی اور مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری دامت برکاتہم کے جو فتاویٰ جامعہ قاسمیہ شاہی مراد آباد سے شائع ہوئے وہ مختصراً درج ذیل ہیں:

سوال نمبر ۱۰۷۹: بذریعہ موبائل دینی بیانات یا نعت شریف وغیرہ کا تصویر کے ساتھ یا بغیر تصویر کے سننا کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب: بذریعہ موبائل دینی بیانات اور نعتیہ نظموں وغیرہ کا سننا جائز ہے۔ (مستفاد از امداد الفتاویٰ ص ۲۴۹ ج ۴)

اور جس تصویر کا آمنے سامنے دیکھنا جائز ہے اس کو موبائل میں بھی دیکھنے کی گنجائش ہے۔ (کتاب النوازل ص ۸۶ ج ۱۷)

موبائل کی اسکرین پر اللہ اور پیغمبر علیہ السلام کا نام یا قرآنی آیات وغیرہ لکھنا فی نفسہٖ درست ہے، لیکن ان آیات وغیرہ کے ظاہر ہونے کی حالت میں اسے استنجاء میں لے جانا جائز نہیں۔ (کتاب النوازل ص ۹۰ ج ۱۷)

موبائل میں قرآن وحدیث اور ادعیۂ ماثورہ وغیرہ محفوظ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ اگر انہیں کھول کر چلایا جارہا ہوں تو اس حالت میں بیت الخلاء اور استنجاء خانہ وغیرہ میں اس موبائل کو لے جانا بے ادبی شمار ہوگا، لیکن موبائل اگر بند ہے یا وہ پروگرام بند ہے جس میں آیات وغیرہ محفوظ ہیں تو بند ہونے کی حالت میں موبائل کو استنجاء خانہ وغیرہ میں لے جانا جائز ہے۔ (کتاب النوازل ص ۹۶ ج ۱۷)

کیمرے والے موبائل سے چونکہ ایسے مناظر کی تصویر کشی بھی کی جاسکتی ہے جہاں کوئی جاندار نہ ہو اس لئے کیمرے والے موبائل کو خریدنا مطلقاً ناجائز نہیں کہا جائے گا بلکہ اس کا ناجائز استعمال ہی ناجائز ہوگا۔ (کتاب النوازل ص ۹۹)

''واٹس اپ'' اور ''فیس بک'' کا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر جائز معلومات اور مباح مقاصد کے لئے ان کا استعمال کیا جارہا ہے تو شرعاً اس میں حرج نہیں، اور اگر ناجائز باتوں اور فحش تصاویر وغیرہ کے لئے ان کو استعمال میں لایا جارہا ہے تو ان کے استعمال کی قطعاً اجازت نہ ہوگی۔ **الامور بمقاصدھا**. (الاشباہ ص ۹۹) (کتاب النوازل ص ۱۱۸ ج ۱۷)

ندوۃ العلماء لکھنؤ کا فتویٰ

سوال: موبائل میں قرآن پاک اور دینی پروگرام بھرنا اور سننا یا موبائل میں دیکھ کر قرآن پاک کی تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اُس کو تلاوت کی حالت میں بے وضو چھو سکتے ہیں یا نہیں؟ اور ایسے موبائل کو جس میں قرآن پاک محفوظ ہو لے کر بیت الخلاء جاسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: موبائل میں مذکورہ امور درست ہیں، اسکرین پر حروف نظر آرہے ہوں تو بلا وضو چھونا درست نہیں ہے، اگر چپ میں محفوظ ہے تو بیت الخلاء میں لے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: کیمرہ والا موبائل جس سے تصویر کھینچی جاسکتی ہے اس کو استعمال کرنا اور اس موبائل میں قرآن سننا درست ہے یا نہیں؟ خاص طور پر اس وقت جب کہ موبائل میں تصویر محفوظ بھی ہو۔

جواب: تصویر کھینچنا درست عمل نہیں ہے، البتہ موبائل میں قرآن محفوظ کرنا درست ہے اور سننا بھی درست ہے۔

سوال: کیمرہ والا موبائل جس میں تصویر بھی کھینچی گئی ہو اس کو جیب میں رکھ کر یا سامنے رکھ کر نماز پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب: نماز ہو جائے گی۔ (فتویٰ نمبر : ۱۹۹/۷/ ۳۸) مہر ندوۃ العلماء لکھنؤ

مفکر اسلام مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ اور مولانا سید صدیق احمد صاحب باندویؒ کا معمول

ماقبل میں جو اصولی مباحث اور فتاویٰ گزرے ہمارے تمام اکابر کا عمل بھی اسی کے مطابق رہا ہے۔ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ کا ہمیشہ کا معمول تھا کہ رمضان المبارک میں بعد عصر ٹیپ ریکارڈ سے روزانہ ایک پارہ مدراس کے ایک جید قاری کا سنتے تھے، احقر نے حضرت کے اس معمول کو خود دیکھا ہے اور اس مجلس میں شرکت کی ہے۔

حضرت مولانا سید صدیق احمدؒ کا معمول تھا کہ بعد عشاء طلباء کو نصیحت فرماتے، تجوید کا ایک قاعدہ اور قرآن پاک کی ایک آیت سارے طلباء کو مشق کراتے اور ائمہ حرم یا بلاد مصر میں سے کسی جید قاری کی قرأت ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ سارے طلبہ کو سناتے اور ہدایت فرماتے کہ اسی لہجہ سے پڑھنے کی کوشش کرو، بسا اوقات جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ مصر وغیرہ کے بعض قراء کی قرأتیں سارے طلبہ کو اہتمام سے سنوائی گئیں۔

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئیؒ کا طرز عمل

ہمارے اکابر میں محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب تو بہت زیادہ محتاط اور غلط باتوں پر بروقت نکیر کرنے والے تھے، حضرت والا کا معمول تھا کہ فیکس مشین دینی مقاصد کے لئے برابر استعمال فرماتے تھے، ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ قرآن پاک سننے کا معمول احقر کے علم میں نہیں لیکن بعض موقعوں میں سفر و حضر میں لوگوں نے ٹیپ ریکارڈ میں قرآن پاک لگا دیا تو حضرت اقدس نے بہت توجہ اور غور سے سنا۔

اسی طرح عرب و عجم کے علماء و فقہاء ان جدید آلات میں دینی پروگرام اور قرآن پاک سنتے سناتے ہیں، لاکھوں لوگ موبائل کے ذریعہ اہل علم وارباب افتاء سے دین کی باتیں اور مسائل پوچھتے ہیں، اہل علم ان کے جوابات دیتے ہیں، عرب و عجم کے معتمد علماء و فقہاء میں کوئی اس کو ناجائز اور مکروہ بھی قرار نہیں دیتا۔

نہ معلوم مولانا کیسے اتنی جرأت کے ساتھ موبائل اور کیسٹ میں قرآن پاک سننے کو قرآن کی توہین بتلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس سے ظلمت تو ہوگی نور نہیں پیدا ہوگا، کوئی اثر اور فائدہ نہ ہوگا، قسم خدا کی گناہ تو ہوگا ثواب نہ ہوگا، فرشتے قریب بھی نہ آئیں گے، جو علماء توجیہ اور تاویل سے اس کو جائز قرار دیتے ہیں یا سکوت کرتے ہیں وہ سب غلط ہیں، باطل پر ہیں، سب علماء سوء ہیں، شیطان ان کی گدّی پر سوار ہے اور یہ خود شیطان ہیں، سب حرام میں مبتلا ہیں، سب حرام کے مرتکب ہیں، تقویٰ سے عاری ہیں، حیرت کی بات ہے کہ مولانا یہ اور اس سے زائد سخت باتیں عام مجمعوں میں بیان فرما کر کس قدر عوام کو علماء سے دور اور کتنا ان سے بدگمان کرتے ہیں، إنا لله و إنا إليه راجعون.

اکابر علماء و مشائخ علماء سوء کا مصداق نہیں تھے

سوال یہ ہے کہ مولانا کے ارشادات کے مطابق لازم آتا ہے کہ عرب و عجم کے علماء و فقہاء نیز دار العلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور اور ندوۃ العلماء کے کبار علماء و مشائخ جو اس کے جواز کے قائل ہیں یا سکوت کرتے ہیں ان سب کی گدّی پر شیطان سوار ہے بلکہ وہ خود شیطان ہیں

اورحرام کے مرتکب ہیں، اور ہمارے اس ملک میں جب دیوبند، سہارنپور، ندوۃ العلماء، شاہی مرادآباد وغیرہ کے علماء سکوت کی وجہ سے علماء سوء ہیں تو پھر بچا کون؟؟؟ خود ان کے شیخ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اسی طرح مولانا صدیق احمد صاحب باندوی بھی ٹیپ ریکارڈ میں قرآن پاک سنتے تھے تو وہ بھی علماء سوء کی فہرست میں آ گئے۔

علماء سوء کی تعریف کیا ہے؟ علماء سوء کی علامات کیا ہیں؟ کیا ہمارے ان اکابر علماء وفقہاء میں علامات سوء پائی جاتی ہیں؟ کیا ہمارے اکابر فقہاء اور آج کل کے سارے علماء دیوبند وسہارنپور اور علماء ندوہ وعلماء شاہی مرادآباد سب علماء سوء ہیں کیونکہ وہ سب موبائل، ٹیپ ریکارڈ سے قرآن پاک سننے کو جائز قرار دیتے ہیں؟

بخاری ومسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت موجود ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی شخص نے کسی کی طرف کفر یا فسق کو منسوب کیا یا کسی کو کافر اور اللہ کا دشمن کہا حالانکہ وہ اس کا مصداق اور اس کا مستحق نہیں ہے تو وہ کفر یا فسق خود اسی کی طرف لوٹ کر آئے گا اور وہی اس کا مصداق و مستحق سمجھا جائے گا، **من دعا رجلاً بالکفر أو قال عدوّ اللّٰہ ولیس کذلک إلّا حار علیه.**

(بخاری شریف کتاب الادب حدیث ۶۰۴۵ رمسلم شریف کتاب الایمان حدیث ۲۱۴ رفتح الملہم ص ۱۳۱ رج ۲)

حافظ ابن حجرؒ اور علامہ شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اس کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

جس نے کسی کو "أنت فاسق أنت کافر" کہہ دیا حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے تو اب وہ کہنے والا شخص ہی اس کا مستحق ہے۔

قال الحافظ فی الفتح وھذا یقتضی من قال لأخر أنت فاسق أو قال لهٗ أنت کافر فان کان لیس کماقال کان ھو المستحق للوصف المذکور. (فتح الملہم شرح مسلم ص ۱۳۰ رج ۲)

سوء کا اصلاً مصداق وہ لوگ ہوتے ہیں جو سیّآت یعنی کبائر کے مرتکب ہوں، اور انھیں کو فاسق بھی کہا جاتا ہے، کفر وشرک سے نیچے جتنے کبائر ہیں سب سیّآت کے دائرہ میں آتے ہیں۔ جو علماء بھی ایسے ہوں گے بیشک وہ علماء سوء ہوں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے اکابر علماء وفقہاء تو ہرگز ایسے نہیں تھے اور نہ ہیں اس لئے وہ اس کا مصداق نہ تھے، نہ ہیں، نہ ہوں گے، انشاء اللہ۔

اور جو لوگ بھی ایسے ہوں گے ان کے لئے بھی قرآن کی روشنی میں توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے لیکن حالت حیات اور حالت صحت تک، عندالموت ان کی بھی توبہ قبول نہیں، تفسیر قرطبی میں ہے:

إن السیّآت مادون الکفر، ای لیست التوبة لمن عمل دون الکفر من السیّآت ثم تاب عندالموت. یعنی قبول التوبة للذین أصرّوا علی فعلهم حتی إذاحضر أحدھم الموت قال إنی تبت الآن فلیس لهذا توبة. (قرطبی ص ۸۰ رج ۵)

مولانا نے پوری قوت سے بیان فرمایا کہ ان جدید آلات یعنی موبائل اور کیسٹ کے ذریعہ دینی بیانات سننے سے کوئی فائدہ اور کوئی اثر ہو ہی نہیں سکتا، دین کی بات دل میں اتر ہی نہیں سکتی۔ مولانا کا یہ دعویٰ بھی بالکل بداہت اور مشاہدہ کے خلاف ہے۔ الحمدللہ ان آلات کے ذریعہ قرآن پاک اور دینی پروگرام سننے سے تأثر بھی ہوتا ہے، فائدہ بھی ہوتا ہے، دل میں بات اترتی بھی ہے، قرآن پاک سننے سے رقت بھی طاری ہوتی ہے، آنکھوں سے آنسو بھی جاری ہو جاتے ہیں، یہ باتیں کسی کے دل میں نہ پیدا ہوتی ہوں تو اس میں کس کا قصور؟

فصل ۳

کسی چیز کی حلت وحرمت کا مدار استعمال کرنے والے کے ارادہ پر ہے یا اس چیز کے موجد وصانع کے قصد وارادہ پر؟ مسئلہ کی تحقیق اُصولی حیثیت سے

مولانا دامت برکاتہم نے موبائل میں قرآن پاک سننے کا عدم جواز بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''ہمارے احساس مردہ ہو چکے ہیں، ہمارے دلوں میں نصرانیت نے جگہ بنالی ہے، موبائل میں قرآن پاک سننا خدا کی قسم گناہ کا ذریعہ ہے، خدا کی قسم گناہ تو ملے گا ثواب نہ ملے گا، علماء سوء ہیں وہ جن علماء نے ان چیزوں کے بارے میں سکوت برتا ہے کیونکہ جس مسئلہ کے بارے میں جس چیز سے فحش کے پھیلنے کا اندیشہ ہواس کے بارے میں سکوت یا جواز کا فتویٰ دینا فحش کو بڑھانے میں مدد کرنا ہے اور اثم وعدوان پر تعاون کرنا یہ تو گناہ کرنے سے زیادہ بڑا گناہ ہے، کسی ایسے گناہ میں مددگار بننا اپنے گناہ سے بڑا گناہ ہے۔ تم لاکھ تاویلات کرو، ان تاویلات ہی نے دین برباد کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کا (یعنی موبائل کا) تعلق استعمال سے ہے، اچھے کام کے لئے استعمال کیا جائے تو اچھا ہے اور غلط کام کے لئے استعمال کیا جائے تو غلط ہے، کسی چیز کا حکم اس کے استعمال سے نہیں بلکہ اس کے بنائے جانے سے ہے، کس کام کے لئے وہ بنایا گیا ہے۔ ہماری بات یاد رکھیو! کسی چیز کی حرمت کی بنیاد ٹیکنالوجی نہیں ہے، یہ یاد رکھو میری بات، اور یہ بات تم سے کوئی نہیں کہنے کا دنیا میں، اس کا بھی مجھے اندازہ ہے''

(تقریر بھوپال اجتماع دسمبر ۲۰۱۴ء ورسالہ الفاروق شعبان ۱۴۳۷ھ)

(۱) مولانا دامت برکاتہم کے فرمان کا حاصل یہ ہے کہ کسی ایسی شے کے جواز کا فتویٰ دینا یا ممانعت سے سکوت کرنا جس سے فحش کے پھیلنے کا اندیشہ ہو یہ بہت بڑا گناہ ہے اور فحش کو بڑھانے میں مدد کرنے کے مرادف ہے۔

(۲) کسی چیز کے استعمال کے جواز وعدم جواز اور حلت وحرمت کا مدار خود استعمال کرنے والے کے قصد وارادہ پر مبنی نہیں بلکہ اس کی بنیاد یہ ہے کہ کس غرض کے لئے اور کس کام کے لئے اس کو بنایا گیا ہے۔

مولانا دامت برکاتہم نے واضح طور پر اپنے بیان میں یہ دونوں باتیں بیان فرمائی ہیں اور گویا اسی پر یہ بات متفرع فرمائی ہے کو مروجہ موبائل استعمال کرنے والا کتنی ہی اچھی غرض اور حسن نیت سے استعمال کرے مثلاً قرآن پاک یا دینی مضمون اس سے سنے لیکن چونکہ بنانے والے کی نیت یہ نہیں، اس نے تو کسی فاسد نیت سے بنایا ہے اس لئے استعمال کرنے والے کی نیت کا اعتبار نہ ہوگا اور اس موبائل میں قرآن پاک سننا ناجائز ہوگا۔

دوسری بات یہ کہ موبائل غلط کاموں اور فحش باتوں میں استعمال ہوتا ہے اس کے جواز کا فتویٰ دینا یا اس کی ممانعت سے سکوت کرنا فحش کو بڑھانے میں مدد کرنا ہے۔ مولانا کے نزدیک گویا کیمرہ والا موبائل بھی آلہ لہو وآلۂ طرب ہے اسی لئے اس میں قرآن پاک سننا بھی ان کے نزدیک ناجائز ہے۔ اب علم وتحقیق اور اصول فقہ نیز فقہاء اور اکابر کے فتاویٰ کی روشنی میں مولانا کی ان باتوں کا جائزہ لینا چاہئے۔

اعانت علی المعصیۃ کے متعلق حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی تحقیق

فقہاء محققین نے نیز حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اس سلسلہ میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ :

''ہر ایسی شئی کی بیع یا اجارۃ اور اس کا استعمال جائز ہے جو صرف معصیت اور گناہ کے کام کے لئے مخصوص نہ ہو، بلکہ خیر وشر اور معصیت و طاعت دونوں کاموں میں استعمال ہوسکتی ہو اور معصیت وگناہ کا وجود فاعل مختار کے اختیار اور اس کے تصرف سے ہوتا ہو تو بلاشبہ اس کی بیع اور اعانت کرنے والا یا اس کا استعمال کرنے والا اثم وعدوان کی اعانت کرنے والا شمار نہ ہوگا، اور نہ ہی اعانت علی المعصیۃ کا مرتکب ہوگا، کیونکہ معصیت کا ارتکاب فاعل مختار کے اختیار سے ہوگا۔ (مستفاد از امداد الفتاویٰ ص ۳۲۲، ج ۴)

حضرت تھانویؒ کے فتاویٰ میں ہے: ''اگر درمیان میں کسی فاعل مختار کا فعل متخلل ہو جائے بشرطیکہ انتفاع اس شئی سے وجہ محرم میں منحصر نہ ہو تو اس کی بیع وغیرہ اعانت علی المعصیۃ نہیں ہے'' (امداد الفتاویٰ ص ۳۲۲، ج ۴، سوال نمبر ۴۰۳)

نیز ایک فتوے میں تحریر فرماتے ہیں:

''جو چیز بجز معصیت کے اور کسی مباح غرض میں کام نہ آسکے اس کی بیع تو حرام ہے اور جو دوسرے کام میں بھی آسکے اس کی بیع حرام نہیں۔

(امداد الفتاویٰ ص ۱۳۴ رج ۴)

کفار و مشرکین اگر اپنی عبادت گاہ (مندر) کی تعمیر کے واسطے یا بتوں کی پرستش کے واسطے کسی مسلمان سے کوئی سامان خریدیں تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے، صاحبین کے نزدیک ممنوع ہے۔

(کما فی ردالمختار، وامداد الفتاویٰ ص ۱۱۱ رج ۳ روص ۳۲۴ رج ۴)

حضرت تھانویؒ کے مذکورہ بالا فتوے اور تحقیق سے اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ کیمرہ والے موبائل کے استعمال کرنے یا اس کے جواز کا فتویٰ دینے اور اس کی بیع و شراء کرنے والے اثم و عدوان یعنی گناہ کے کام میں مدد کرنے والے ہیں یا نہیں؟ جواب واضح ہے کہ ہرگز نہیں کیونکہ اس میں معصیت کا ارتکاب مالک کے اپنے اختیار سے ہوگا، بائع یا مفتی اس سے بالکل بری ہوں گے، ان پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں، پھر بھی مولانا کا ایسے علماء و مفتیوں کو گناہ کے کام میں مدد کرنے والا بلکہ خود گناہ کرنے سے بڑھ کر گنہگار قرار دینا ہرگز درست نہیں ہو سکتا۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی تحقیق

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے بہت آسان اسلوب میں تحریر فرمایا ہے کہ کون سی اعانت اثم و عدوان کے تحت آتی ہے اور کون سی نہیں، اسی سے یہ فیصلہ بھی آسانی سے کیا جا سکتا ہے کہ مولانا سعد صاحب کی یہ بات کس حد تک درست ہو سکتی ہے کہ اس مسئلہ میں جواز کا فتویٰ دینے والے یا سکوت کرنے والے اعانت علی المعصیۃ اور اثم و عدوان کے مرتکب اور گنہگار ہیں یا نہیں؟ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

''کسی معصیت کی اعانت جواز روئے قرآن حرام ہے وہ ہے جس میں معصیت کا قصد و نیت حقیقۃً یا حکماً شامل ہو،.....حقیقۃً یہ کہ دل میں یہ ہو کہ اس کے ذریعہ عمل معصیت کیا جائے گا اور حکماً یہ ہے کہ وہ چیز بجز معصیت کے کسی دوسرے کام میں آتی ہی نہ ہو جیسے آلات معازف، طبلہ، سارنگی، اور مختلف قسم کے آلات موسیقی، ان چیزوں کا بنانا اور بیچنا اگرچہ مقصد معصیت نہ ہو مگر حکماً وہ بھی قصد معصیت میں داخل ہے، اور جہاں کسبِ معصیت نہ حقیقۃً ہو نہ حکماً وہ اعانت علی المعصیت میں داخل نہیں۔

(جواہر الفقہ ص ۴۵۳ رج ۲ رقدیم)

حکیم الامت حضرت تھانویؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی تحقیق جو فقہاء کی تصریحات و تحقیقات کا خلاصہ ہے، اس کی روشنی میں ادنیٰ علم و فہم رکھنے والا یقینی طور پر یہ فیصلہ کرلے گا کہ موبائل، ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ وغیرہ میں فحش گانے، غلط اور گندے مضامین کا سننا دیکھنا سب اُس گنہگار کے اپنے اختیار سے ہوتا ہے اور فحش و بے حیائی کے پھیلنے میں بھی اسی فاعل مختار کا عمل ہی مؤثر ہوگا، مفتی کے فتوے اور بائع کے بیع کی وجہ سے نہ مفتی گنہگار ہوگا نہ بائع اور اجیر، اور نہ ہی اثم و عدوان اور معصیت کی نسبت ان کی طرف کرنا درست ہوگا۔

حضرت مولانا محمد سعد صاحب کی یہ بات کہ ''جس چیز سے فحش کے پھیلنے کا اندیشہ ہو اس کے بارے میں سکوت یا جواز کا فتویٰ دینا فحش کو بڑھانے میں مدد کرنا اور اثم و عدوان پر تعاون کرنا ہے''

مولانا کی یہ بات حضرت تھانوی اور مفتی محمد شفیع صاحب اور دیگر فقہاء کی تحقیق و تصریح کے بالکل خلاف اور جواز کا فتویٰ دینے والوں پر یہ الزام و اتہام ہے کہ فحش بڑھانے میں معاون اور اثم و عدوان کے مرتکب ہو رہے ہیں، اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

کسی چیز کی حلت وحرمت کا مدار استعمال کرنے والے کے ارادہ پر موقوف ہے نہ کہ بنانے والے پر، ضرورت کے وقت مفسدہ سے بچتے ہوئے آلۂ لہو کو بھی دینی مقاصد میں استعمال کیا جاسکتا ہے

مولانا کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ کسی چیز کا حکم استعمال سے نہیں بلکہ اس کے بنائے جانے سے ہے۔اس کی تحقیق بھی اختصار سے ملاحظہ ہو، ورنہ مولانا کی اس طرح کے غلط بیانوں سے لاکھوں لوگ غلط فہمی کا شکار ہو گئے اور علماء واہل علم سے بدگمان بھی ہو گئے اور بہت سے اہل علم ان کی باتوں سے متاثر بھی ہو گئے، اس لئے اس کی بھی تحقیق ضروری ہے۔ملاحظہ ہو:

صاحب درمختار اور علامہ ابن عابدین شامیؒ نے اس بحث کو ذکر فرمایا ہے اور حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے اس کی مزید تشریح وتوثیق فرمائی ہے حاصل اس کا یہ ہے کہ :

آلات لہو وآلات طرب میں بھی قباحت وحرمت لعینہٖ نہیں ہے یعنی یہ آلات بذات خود معصیت نہیں، عوارض ومفاسد کی وجہ سے اس میں کراہت وممانعت ہوسکتی ہے ورنہ فی نفسہٖ ان کا استعمال دینی مقاصد کے لئے بھی جائز ہے۔چنانچہ طبلہ، ڈھپلی، نقارہ، بوق (بگل) یہ سب آلاتِ لہو وآلاتِ طرب میں شمار ہوتے ہیں لیکن ضرورت کے وقت دینی مقاصد کے لئے ان کے استعمال کی ہمارے فقہاء نے صراحتاً اجازت دی ہے۔ مثلاً سحری وافطار کے وقت لوگوں کو جگانے یا اطلاع کی غرض سے طبلہ اور نقارہ بجانے کی اجازت دی ہے، اسی طرح غزوہ یعنی جہاد وغیرہ کے موقع پر بھی طبلہ ونقارہ بجانے کی اجازت دی ہے حالانکہ یہ سب دینی مقاصد ہیں اور طبلہ وغیرہ آلاتِ لہو ہیں۔علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ وجہ اس کی یہی ہے کہ آلات لہو میں بھی حرمت لعینہٖ نہیں ہوتی اسی وجہ سے طبلہ سحور یعنی سحری کے وقت لوگوں کو جگانے کی غرض سے طبلہ بجانا جائز ہے۔

علامہ شامیؒ کی تصریح

صاحب درمختار اور علامہ شامیؒ کی عبارت درج ذیل ہے:

ومن ذالک (أی من الملاهی) ضرب النوبة للتفاخر فلو للتنبیه فلا بأس به.

وفی ردالمحتار أقول: هذا یفید أن آلة اللهو لیست محرمة لعینها بل لقصد اللهو منها ألا تریٰ أن ضرب تلک الآلة بعینها حل تارةً وحرم أخریٰ باختلاف النیة بسماعها. والأمور بمقاصدها، وینبغی أن یکون بوق الحمام یجوز کضرب النوبة، وعن الحسن لابأس بالدف فی العرس لیشتهر، وفی السراجیة هذا إذا لم یکن لهٗ جلا جل ولم یضرب علی هیئة التطرّب اھ. أقول وینبغی أن یکون طبل المسحر فی رمضان لإیقاظ النائمین للسحور کبوق الحمام. (مختصراً)

(ردالمحتار شامی کتاب الحظر والاباحۃ قبیل فصل فی اللبس ص ۲۴۷ ر ج ۵ ر مطبوعہ پاکستان)

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی تحقیق

قال العلامة التهانوی: نقول: إن قبح الملاهی لو کان لعینها لما ارتفع عن طبل السحور والغزو وجرس الساعة لاسیما فی المساجد فإذن هو لغیرها، فلینظر أن هذا الغیر ماهو؟ وهل هو متحقق فی هذه الآلة؟ (امداد الفتاویٰ ص ۲۵۱ ر ج ۴)

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں آلات لہو کی قباحت اگر لعینہٖ ہوتی تو سحری کے وقت یا جہاد کے موقع پر طبلہ بجانے کی کراہت ختم نہ ہوتی۔ معلوم ہوا کہ اس میں کراہت لغیرہٖ یعنی عوارض اور مفاسد کی وجہ سے ہے، اب غور کرنا چاہئے کہ وہ غیر یعنی مفاسد اور عوارض کیا ہو سکتے ہیں؟

دوسرے موقع پر حضرت تھانویؒ کے فتاویٰ میں ہے :

(سوال) سحری کے وقت روزہ داروں کی اطلاع اور نیند سے بیداری کے لئے نقارہ پیٹنا یا ڈھول کوٹنا، گھنٹہ بجانا یا توپ سر کرنا یا گولہ

چھوڑ نا جائز ہے، یا نہیں؟

(الجواب) فقہاء کے کلام سے اجازت معلوم ہوتی ہے **بشرط عدم التطریب.**

طبل سحور کو فقہاء نے جائز لکھا ہے۔ اور خیر القرون میں اس کی نظیر دفِ نکاح ہے کہ اس سے بھی مقصود اعلان ہے ایک طاعت کے وقت کے تحقق کا بلکہ دف اپنی غرض میں اس قدر محتاج الیہ نہیں ہے جس قدر عوام کے اعتبار سے یہ اپنی غرض میں محتاج الیہ ہے۔

(امداد الفتاویٰ ص ۱۰۴ ج ۲ کتاب الصوم)

اسی کے مطابق دیگر اکابر علماء کا بھی فتویٰ ہے، حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کے فتاویٰ میں ہے :

"سحر کا یا افطاری کا اگر وقت معلوم نہ ہوتا ہو تو نقارہ بجانا، یا گھنٹہ بجانا، گولہ بنانا درست ہے۔ (مختصراً) (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۵۶، ج ۱۵، سوال نمبر ۵۳۱۵)

زیر بحث مسئلہ کو سمجھنے کے لئے فقہاء کی مذکورہ بالا تحقیقات بہت کافی ہیں۔

فقہاء و اکابر کے مذکورہ بالا فتاویٰ سے تو واضح اور یقینی طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ :

"آلۂ لہو و آلۂ طرب کے استعمال میں حرمت لعینہٖ نہیں، اس کا استعمال آدمی کی نیت اور اس کے قصد پر موقوف ہے، اسی لحاظ سے کبھی اس کا استعمال جائز ہوگا اور کبھی ناجائز، سحری کے وقت طبلہ و نقارہ بجانا دینی مقصد کے لئے اور اچھی نیت سے ہے لہٰذا اس کا استعمال بالکل جائز ہے، یہ فقہاء کے کلام کے خلاصہ ہے۔

اس کی روشنی میں سمجھنا چاہئے کہ آج کل کے جدید آلات مثلاً موبائل، لیپ ٹاپ، کمپوٹر وغیرہ اولاً تو یہ آلات لہو و آلات طرب نہیں ہیں بلکہ آلات ضروریاتِ زندگی و ضرویاتِ معاش ہیں۔ بالفرض اگر ان کو آلات لہو مان بھی لیا جائے تب بھی علامہ شامیؒ اور حضرت تھانویؒ کی تصریح و تحقیق کے مطابق اس کے استعمال کا حکم استعمال کرنے والے کے قصد و ارادہ پر موقوف ہے، اگر اچھی نیت سے اچھے مقصد کے لئے استعمال ہوگا تو جائز ہوگا، غلط مقصد کے لئے اور بری نیت سے ہوگا تو ممنوع اور ناجائز ہوگا، استعمال کرنے والے کی نیت پر اس کا مدار ہے، پھر یہ اس وقت ہے جب اس کو آلہ لہو شمار کیا جائے ورنہ حقیقت میں یہ آلہ لہو ہے ہی نہیں، اس کی تحقیق بھی مختصراً ملاحظہ فرمائیے۔

آلاتِ لہو اور آلاتِ محرّمہ کی تحقیق

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تحقیق کے مطابق ملاہی محرّمہ یعنی آلاتِ لہو جن کا استعمال حرام ہے وہ ہیں جس میں محکی عنہ یعنی صرف بولنے والے کی آواز مقصود نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ باجے اور میوزک کی آواز بھی شامل اور مقصود ہو جس سے اصل آواز میں حظ اور لطف خاص حاصل ہوتا ہے، ایسے آلہ کو حضرت تھانویؒ نے ملاہی محرّمہ میں شمار کیا ہے، باقی جس آلہ میں صرف محکی عنہ یعنی بولنے والے کی آواز ہی مقصود ہو اور اس آلہ سے صرف اتنی ہی آواز مسموع ہوتی ہو جتنی بولنے والے نے بولی ہے، اس سے زائد میوزک باجے وغیرہ کی اس میں آمیزش نہ ہوتی ہو، حضرت تھانویؒ نے ایسے آلہ کو آلۂ محرّمہ اور آلۂ لہو کا مصداق نہ قرار دیتے ہوئے اس کے استعمال کو بالکل جائز قرار دیا ہے۔ مثال میں گراموفون (جو ایک نوع کا ٹیلی فون اور ٹیپ ریکارڈ ہی ہے) اور ہارمونیم کا ذکر فرمایا ہے اور اول کو جائز اور ثانی کو ناجائز قرار دیا ہے، چنانچہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے ایک عریضہ کے جواب میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ تحریر فرماتے ہیں :

"ملاہی محرّمہ وہ ہیں جہاں ان ملاہی کی صوت (آواز) بخصوصہ مقصود ہو گو اس میں کوئی خاص لہجہ بھی منضم کرلیا جائے، جیسا ہارمونیم میں ایسا انضمام ہوتا ہے، اور گراموفون میں خود اس آلہ کی صوت (آواز) بخصوصہ مقصود نہیں، بلکہ مقصود اصل صوت محکی عنہ (یعنی صرف بولنے والے ہی کی آواز مقصود ہوتی ہے) جس کو اس آلہ کے ذریعہ سے محفوظ کر کے اعادہ کیا جاتا ہے، اور دلیل اس کی یہ ہے کہ گراموفون (ٹیپ ریکارڈ، موبائل وغیرہ) میں جو آواز بند کر کے پیدا کی جاتی ہے، اگر اصل محکی عنہ (یعنی خود بولنے والے) پر قدرت ہو جائے (مثلاً وہ سامنے آجائے) تو پھر اس آلہ کی طرف التفات بھی نہ کیا جائے، بخلاف ہارمونیم وغیرہ کے کہ ایسے وقت بھی اس سے قطع نظر نہیں کی جاتی (کیونکہ اس میں میوزک اور باجے

وغیرہ کی آواز بھی مقصود ہوتی ہے) اس سے صاف ثابت ہوگیا کہ یہ (یعنی گراموفون اور اس جیسے آلات موبائل وغیرہ) ان ملاہی (آلاتِ محرّمہ) میں سے نہیں جن کی آواز بخصوصہا مقصود ہوتی ہے، اور حرمت ایسے ہی ملاہی (اور آلات) کے ساتھ مخصوص ہے، جن میں بولنے والے کے علاوہ دوسری آواز بھی شامل ہو۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ حضرت تھانویؒ کی اس تحقیق کے متعلق فرماتے ہیں کہ ''یہی احق بالقبول ہے''

(امداد الفتاویٰ ص ۲۴۸ ر ج ۴ ر سوال ۳۱۵ ر جواہر الفقہ ص ۳۱۴ ر ج ۷)

نیز حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب تحریر فرماتے ہیں:

جو چیز اصل سے جائز ہو اور کسی مفسدہ پر مبنی نہ ہو، اگر لوگ عام طور پر اسے لہو ولعب اور ناجائز کاموں میں استعمال کرنے لگیں تو اس سے اس کو معازف ومزامیر شمار نہیں کیا جاسکتا۔ دیکھئے: اگر کسی وقت ٹیلی فون کے ذریعہ عام لوگ گانا مع مزامیر سننے سنانے لگیں تو ٹیلی فون کو مزامیر میں داخل نہ سمجھا جائے گا۔ (آلاتِ جدیدہ کے مسائل، جواہر الفقہ ص ۴۱۳ ر ج ۷)

حکیم الامت حضرت تھانویؒ اور مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی مذکورہ بالا تحقیق سے اچھی طرح واضح ہوگیا کہ آج کل کے اس نوع کے آلات مثلاً موبائل، لیپ ٹاپ، کمپیوٹر، انٹرنیٹ وغیرہ اپنے جملہ اقسام کے ساتھ یہ سب ملاہی محرّمہ اور آلات محرّمہ میں سے نہیں ہیں۔ لہٰذا ان آلات کے ذریعہ قرآن وحدیث اور دینی مضامین پڑھنا، سننا، دیکھنا، ان آلات کے ذریعہ دعوت وتبلیغ کرنا بغیر کسی کراہت کے جائز اور باعث اجر وثواب ہے۔

موجِد کے قصد کا اعتبار نہیں، استعمال کرنے والے کی نیت کا اعتبار ہے

مولانا محمد سعد صاحب کا یہ کہنا کہ: ''کہتے ہیں کہ اس کا تعلق استعمال سے ہے اچھے کام کے لئے استعمال کیا جائے تو اچھا ہے، غلط کام کے لئے استعمال کیا جائے تو غلط ہے، کسی چیز کا حکم استعمال سے نہیں بلکہ اس کے بنائے جانے سے ہے، کس کام کے لئے وہ بنایا گیا ہے''

مولانا کی یہ بات بھی فقہاء کی تصریحات کے بالکل خلاف ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ کیا مولانا نے پورے طور پر اس بات کی تحقیق کر لی ہے اور تحقیق سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ موبائل کے موجد اور بنانے والے نے اس کو باطل اغراض ہی کے لئے بنایا ہے۔ بغیر تحقیق کے مولانا کیسے یہ بات فرمارہے ہیں کہ اس کو غلط مقاصد ہی کے لئے بنایا گیا ہے۔ اغلب یہی ہے کہ یہ جملہ ضروریات وحاجات کی تکمیل اور سہولت کے لئے ایجاد کیا گیا ہے، **کما هو الظاهر**.

اگر مولانا کی اس بات کو تسلیم کرلیا جائے کہ کسی چیز کا حکم استعمال سے نہیں بلکہ اس کے بنائے جانے سے ہے، یعنی اگر باطل اور غلط مقصد کے لئے کوئی آلہ بنایا گیا ہے تو نیک اور اچھے مقاصد کے لئے بھی ان آلات کا استعمال جائز نہ ہوگا۔

تو اچھا بالفرض اگر اہل باطل نے اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے ہی کے لئے جدید قسم کے آلاتِ حرب (خاص نوع کے بم، گولہ، ٹینکر وغیرہ) ایجاد کئے، انھیں آلات کو اہل حق واہل ایمان اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟ کیا ان آلات کے استعمال کو محض اس بنا پر ناجائز کہا جاسکتا ہے کہ اہل باطل نے ان کو غلط مقصد کے لئے ایجاد کیا ہے اس لئے ہمارے لئے ان آلات کو استعمال کرنا جائز نہیں؟ مولانا کے بیان کردہ اصول کو اگر تسلیم کرلیا جائے تو اس کا نتیجہ تو یہی نکلتا ہے کہ اس کو ناجائز ہونا چاہئے۔

واقعہ یہ ہے کہ مولانا کی یہ بات اور بیان کردہ اصول رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور فقہاء کی تصریحات کے بھی بالکل خلاف ہے، علامہ شامیؒ کی تصریح ماقبل میں گذر چکی ہے۔ **انّ آلة اللهو ليست محرّمة لعينها بل لقصد اللهو منها**. (شامی)

حکیم الامت حضرت تھانویؒ گراموفون کے متعلق تحریر فرماتے ہیں: ''اگر یہ کہا جائے کہ اطلاق عرفی کے علاوہ خود واضع کا قصد بھی اس سے تلہی ہے (یعنی گراموفون کے بنانے والے نے اس کو لہو کے غرض سے بنایا ہے)

اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں واضع کا قصد مؤثر نہیں بلکہ مستعمل (یعنی استعمال کرنے والے) کے قصد کا اعتبار ہے (یعنی وہ جس قصد اور نیت سے استعمال کرے گا اسی کے اعتبار سے جائز یا ناجائز کا حکم ہوگا) غور فرمایا جائے اگر طبل سحور یا طبل غزاۃ (یعنی سحری کے وقت اور جہاد کے موقع پر طبلہ کے بجانے کی فقہاء نے اجازت دی ہے حالانکہ طبلہ بنانے والوں نے یقیناً فاسد غرض سے بنایا ہے) جس کو فقہاء نے جائز کہا ہے، واضع نے بقصد تلہی بنایا ہو، مگر استعمال کرنے والا صحیح قصد سے اس سے کام لے تو کیا اس کو محض واضع (اور موجد) کی نیت کی بنا پر ناجائز کہا جاسکتا ہے؟ (ہرگز نہیں ورنہ فقہاء اس کو کیوں جائز قرار دیتے) (امداد الفتاویٰ ص ۲۴۸ ج ۴ سوال نمبر ۳۱۵)

حضرت تھانویؒ کی اس تحقیق اور مذکورہ فتوے کے بعد یہ کہنے کی بالکل گنجائش باقی نہیں رہتی کہ کسی چیز کا حکم اس کے استعمال سے نہیں بلکہ بنائے جانے سے ہے، ایک طرف حضرت تھانویؒ کا فتویٰ اور دوسری طرف مولانا محمد سعد صاحب کی غیر مدلل بات دونوں کا موازنہ کر لیا جائے۔

مشتبہ چیزوں کو حلال کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟

مولانا نے اپنی متعدد تقریروں میں بیان فرمایا ہے کہ:

''علماء سوء ہیں جن علماء نے مشتبہ چیزوں میں تساہل برتا، علماء سوء ہیں جو مشتبہ باتوں پر سکوت کریں، کرنے والوں کا گناہ بھی ان کے سر، تاویلات ہی نے دین برباد کیا ہے، تاویلات ہی سے تساہل پیدا ہوتا ہے۔ بقول حضرت تھانویؒ کے مصالح نے ہمارا دین کھویا ہے، مصلحت ہے، مصلحت ہے ساری بے دینی مصلحت کی وجہ سے ہے۔ عمل کا تعلق فتوے سے نہیں تقوے سے ہے، قبولیت کا تعلق محض تقوے سے ہے۔ مفتی بننا آسان ہے متقی بننا مشکل ہے۔ کہتے ہیں عموم بلویٰ؟''

ان سب کے جواب میں تبصرہ کرنے کے بجائے حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے چند ارشادات نقل کرنا ہم کافی سمجھتے ہیں، حضرت تھانویؒ کے اصولی فرمان اور مولانا کے ارشاد کا موازنہ کرنے کے بعد ہر شخص خود فیصلہ کرلے گا کہ مولانا کی بات کس حد تک درست ہوسکتی ہے۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں: ''یہ وہ وقت ہے کہ آج کل مشتبہ چیز کو بھی حلال کہا جاتا ہے، نہ کہ حلال کو بھی اس میں شبہات نکال کر حرام کر دیا جائے، بس یہ معیار یاد رکھو کہ جس کو فقہی فتویٰ حلال کہہ دے بس وہ حلال ہے۔ (التبلیغ ص ۶۷ ج ۱۰)

نیز ارشاد فرماتے ہیں: ''میں کہتا ہوں کہ فتویٰ میں تنگی نہ کرنا چاہئے، جائز تک رکھیے تو غنیمت ہے اولیٰ پر تو کہاں پابندی ہوسکتی ہے۔ اختلافی مسائل میں اگر ابتلائے عام ہو تو اس کو بھی جائز بتلایئے'' (التبلیغ، احکام المال ص ۸۲، ج ۱۵)

معلوم نہیں مولانا دامت برکاتہم نے حضرت تھانویؒ کی یہ بات کس مصلحت سے نقل فرمائی کہ مصالح کو پیس دو تب ہی لذت پیدا ہوتی ہے، یعنی مصالح کا اعتبار نہ کرو، کسی مصلحت ہی سے یہ بات مولانا نے حضرت تھانویؒ کی نقل فرمائی جو بظاہر یہاں خلاف مصلحت ہے، اس کو بھی پیس دیتے تو اچھا ہوتا، کیونکہ جس چیز کو منع فرما رہے ہیں خود ہی ساتھ میں اختیار بھی فرما رہے ہیں۔

قابل غور بات یہ ہے کہ مصالح کا کیا شرعاً کوئی اعتبار نہیں۔ علامہ شاطبیؒ نے الموافقات اور الاعتصام میں نیز اصول فقہ کی کتابوں میں مصالح مرسلہ وغیرہ کی تعریف اور اس کے اعتبار کرنے کے شرعی دلائل اور حدود وقیود بیان فرمائے گئے ہیں، علی الاطلاق اس کو کیسے غلط قرار دیا جاسکتا ہے، شیخ عبدالوہاب خلاف صاحب اپنی کتاب ''علم اصول الفقہ'' میں مصالح مرسلہ کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

الدليل الثالث المصلحة المرسلة..... ذهب جمهور علماء المسلمين إلى أن المصلحة مرسلة حجة شرعية يبنى عليها تشريع الأحكام. (علم اصول الفقہ ص ۸۵)

حضرت تھانویؒ نے جن مصالح کو باطل اور مصالحہ کے طرح پیسنے کا حکم فرمایا ہے وہ ایسے مواقع ہیں جہاں مصلحت نص کے مقابلہ میں بیان کی جائے یعنی کتاب وسنت کے خلاف مصلحت کا اعتبار نہیں ہوگا، حضرت تھانویؒ بھی مطلقاً مصالح کا انکار نہیں فرماتے جیسا کہ مولانا اطلاق سے بیان فرما رہے ہیں۔

فصل ۴

جیب میں ملٹی میڈیا یا موبائل ہونے کی صورت میں کیا واقعی نماز نہیں ہوگی اور فرشتے قریب نہیں آئیں گے؟

مولانا دامت برکاتہم نے موبائل کی قباحت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

''میں تو قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کی جیب میں یہ موبائل ہے فرشتے ان کے قریب ہی نہیں آسکتے، قریب ہی نہیں کھڑے ہو سکتے، میرے نزدیک تو نماز بھی اس شخص کی نہیں ہوتی جس کی جیب میں موبائل ہے، ہمارا مجمع سب حرام میں گرفتار ہے''

مولانا دامت برکاتہم نے جو بات فرمائی ہے اس کے مطابق تو ہزاروں نہیں لاکھوں کی نماز نہیں ہوتی اور فرشتے ان کے قریب بھی نہیں آتے، ائمہ حرم میں سے اگر کسی کی جیب میں ایسا موبائل ہوا پھر تو حرم پاک میں نماز پڑھنے والوں میں سے بھی کسی کی بھی نماز نہ ہوگی۔

سوال یہ ہے کہ یہ مولانا کا خود ذاتی اجتہاد اور ان کی تحقیق ہے یا کسی دوسرے مسلک کی ترجمانی میں یہ بات فرما رہے ہیں، جب کہ ہمارے تمام معتمد فقہاء کی تصریحات اور اکابر فقہاء کے فتاویٰ اس کے خلاف ہیں۔ اگر یہ مولانا کا اجتہاد ہے تو کیا مولانا کے اندر اجتہاد کے شرائط پائے جاتے ہیں؟ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے عقد الجید میں بغوی کے حوالے سے اجتہاد کے شرائط تفصیل سے لکھے ہیں۔

(جواہر الفقہ ص۲۲/ج۲)

اس کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو مولانا کا شرائطِ اجتہاد سے ذرا بھی مس اور مطابقت نہیں۔

اور حدیث پاک میں جو آیا ہے کہ مجتہد اگر اجتہادی خطا بھی کر جائے یعنی مجتہد مخطی وہ بھی ایک اجر کا مستحق اور عند اللہ معذور ہوتا ہے، اس سے مراد وہ شخص ہے جو واقعی مجتہد ہو، یعنی جس کے اندر اجتہاد کے شرائط پائے جاتے ہوں، ورنہ اس کے بغیر اجتہاد کرنا جائز ہی نہیں، مولانا کے اندر اجتہاد کے شرائط یقیناً نہیں پائے جاتے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

''صرف ان لوگوں کو اجتہاد کرنے کی اجازت ہے جن میں شرائط اجتہاد موجود ہیں، مثلاً قرآن وحدیث سے متعلق تمام علوم وفنون کی مکمل مہارت، عربی زبان کی مکمل مہارت، صحابہ وتابعین کے اقوال وآثار کی مکمل واقفیت وغیرہ'' (معارف القرآن، سورۂ نساء ص۴۵ا/ج۲)

پھر اگر مولانا کے اندر اجتہاد کی شرطیں نہیں پائی جاتیں اس کے باوجود تمام فقہاء کی تصریحات اور اکابر کے فتاویٰ کے خلاف یہ کیوں فرما رہے ہیں کہ میرے نزدیک ایسے لوگوں کی نماز بھی نہیں ہوتی اور فرشتے بھی قریب نہیں کھڑے ہوتے؟ جب کہ فقہاء کی تصریحات اس کے خلاف موجود ہیں، جو درج ذیل ہیں:

اس مسئلہ سے متعلق فقہاء کی واضح تصریحات

ہمارے فقہاء نے اس سلسلہ میں بہت واضح کلام فرمایا ہے: خلاصۃ الفتاویٰ، البحر الرائق، فتاویٰ عالمگیری، رد المحتار، شامی وغیرہ میں پوری تفصیل موجود ہے، ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(الف) اگر کسی شخص نے ایسے کپڑے پہن کر نماز پڑھی جس میں جاندار کی تصویر بالکل نمایاں ہو تب بھی اس کی نماز ہو جائے گی لیکن مکروہ ہوگی۔

(ب) کسی شخص نے تصویر دار کپڑا اس طور پر پہنا کہ اوپر سے چادر کو اوڑھ لیا یا اس کے اوپر کوئی دوسرا کرتہ وغیرہ پہن لیا جس سے وہ

تصویر مخفی ہوگئی اور چھپ گئی ایسی صورت میں اس کی نماز بغیر کسی کراہت کے درست ہوگی۔

(ج) کسی ایسے شخص نے نماز پڑھی یا امامت کی جس کے جسم کے کسی حصہ میں جاندار کی تصویر بنی ہوئی ہے لیکن وہ تصویر مخفی ہے یعنی اس کے کپڑے وغیرہ سے ڈھکی ہوئی ہے، تو اگر چہ اس کا یہ عمل غلط ہے لیکن اس کی امامت اور اس کی پڑھائی ہوئی نماز بلا کراہت درست ہے، کیونکہ وہ تصویر مخفی اور مستور ہے۔

(د) جس کی جیب اور تھیلے وغیرہ میں ایسے روپئے پیسے، دراہم ودنانیر موجود ہوں جن میں جاندار کی تصویر بنی ہوئی ہے چونکہ وہ کپڑے سے مخفی ومستور ہیں اس لئے ایسی صورت میں بھی بلا کراہت نماز درست ہے۔

یہ خلاصہ ہے ہمارے تمام فقہاء کے بیان کردہ احکام کا۔اب عربی عبارت بھی ملاحظہ ہوں :

وکرہ لبس ثوب فیه تصاویر لانه یشبه حامل الصنم فیکرہ،قال ابن نجیم شروع فی بیان المکروهات بعدبیان المفسدات.قیدبالثوب لانهالو کانت فی یدہٖ وهویصلی لاتکرہ لانه مستورٌبثیابهٖ، وکذا لو کان علی خاتمهٖ کذافی الخلاصة،وفی المحیط رجل فی یدہٖ تصاویر وهو یؤم الناس لاتکرہ إمامته لانها مستورة بالثیاب.فصار کصورة فی نقش خاتم وهو غیرمستبین اھ.ولایکرہ ان یصلی ومعه صرّة أوکیس فیه دنانیرأودراهم فیهاصورصغائرلاستتارها،ویفیدانهٗ لوکان فوق الثوب الذی فیه صورة ثوب ساترلهٗ فانهٗ لایکرہ أن یصلی فیه لاستتارهابالثوب الآخر.واللّٰه سبحانه اعلم................. (البحرالرائق لابن نجیم ص۱۹،۲۷رج۲)

دوسرے فقہاء کی بھی اسی نوع کی تصریحات ہیں، ملاحظہ ہو(ردالمحتار شامی ص ۶۴۸رج ارفتاویٰ عالمگیری ص۱۰۷رج۲رکبیری شرح منیة المصلی ص۳۵۹)

کہاں فقہاء کی یہ واضح تصریحات اور کہاں مولانا سعد صاحب کا یہ فرمان کہ میرے نزدیک تو نماز ہی نہیں ہوگی.....مولانا کی یہ باتیں فقہائے کرام کی واضح تصریحات کے قطعی خلاف ہیں۔

اکابر علماء وفقہاء کے چند فتاویٰ

(۱) حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”تصویریں اگر کسی غلاف یا تھیلی وغیرہ میں پوشیدہ ہوں یا کسی ڈبہ وغیرہ میں بند ہوں تو اس تھیلی یا ڈبہ وغیرہ کا گھر میں رکھنا جائز ہے، اور ملائکہ رحمت کے دخول سے مانع نہیں“ (آگے فقہی عبارتیں ذکر فرمائی ہیں)

اس کے بعد آگے تحریر فرماتے ہیں:

جس شخص کے بدن پر کوئی تصویر گدی ہوئی ہو مگر کپڑوں میں مستور ہو تو اس کی امامت جائز ہے۔

آگے تحریر فرماتے ہیں: عبارات مرقومہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر تصویریں کسی کتاب یا رسالہ یا اخبار کے اوراق میں مستور ہوں تو ان کا گھر میں رکھنا بھی جائز ہے، کیونکہ پوشیدہ تصاویر بھی چھوٹی تصاویر کے حکم میں ہیں۔ (تصویر کے شرعی احکام، جواہر الفقہ ص۲۶۲رج۷)

(۲) روپیوں اور پیسوں میں جو جاندار کی تصویر ہوتی ہے اس کے متعلق حکیم الامت حضرت تھانویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

چونکہ اس کے رکھنے کی ضرورت ہے اس لئے عفو ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص۲۵۴رج۴ قدیم)

یہی وجہ ہے کہ ایسا موبائل جس میں قرآن پاک محفوظ کیا گیا ہو (لیکن چونکہ وہ اس میں مرتسم ومرقوم اور مکتوب نہیں ہوتا اس لئے) تمام علماء کے نزدیک ایسے موبائل کو بیت الخلاء میں لے جانا جائز سمجھا جاتا ہے، کتاب النوازل میں ہے:

”موبائل اگر بند ہے یا وہ پروگرام بند ہے جس میں آیات وغیرہ محفوظ ہیں تو بند ہونے کی حالت میں موبائل کو استنجاء خانہ وغیرہ میں لے جانا جائز ہے۔“ (کتاب النوازل ص۹۶رج۱۷رفتاویٰ مفتی سید محمد سلمان منصور پوری)

جب کہ مصحف یعنی قرآن پاک یا کوئی آیت قرآنیہ غلاف میں ملفوف اور جیب کے اندر ہو تب بھی اس کو بیت الخلاء میں لے جانا بے ادبی اور مکروہ وممنوع سمجھا جاتا ہے کیونکہ وہ مرقوم ومکتوب ہے، چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

اذاکان فی جیبہٖ دراھم مکتوب فیھااسم اللّٰہ تعالیٰ أو شیء من القرآن فأدخلھامع نفسہ المخرج یکرہ، وعلی ھذا إذا کان علیہ خاتم وعلیہ شیٌٔ من القرآن مکتوب آو کتب علیہ اسم اللّٰہ تعالیٰ فدخل المخرج معہ یکرہ.

(عالمگیری ص۳۲۳ رج ۵ رکتاب الکراہیۃ الباب الخامس)

(۳) حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ نے روپیوں پیسوں میں جن میں جاندار کی تصویر بنی ہو جیب میں ہونے کی صورت میں نماز کو درست قرار دیا ہے۔اور وجہ یہ تحریر فرمائی ہے کہ:

اولاً تو تصویر چھوٹی ہے جس کا کوئی اعزاز نہیں ہوتا، دوسرے جیب یا کسی اور کپڑے میں نماز کے وقت مخفی رہتی ہے سامنے نہیں ہوتی۔

(فتاویٰ محمودیہ،سوال نمبر ۳۳۹۱ ص ۹۷ رج ۱۱)

(۴) فتاویٰ ندوۃ العلماء میں ایسے نوٹ جس میں خنزیر کی تصویر بنی ہو جیب میں ہونے کی صورت میں نماز کو درست اور جائز قرار دیا ہے۔

(فتاویٰ ندوۃ العلماء ص ۴۴۳ رج ۲)

فقہاء کرام کی مندرجہ بالا تصریحات اور اکابر علماء کے واضح فتاویٰ کو سامنے رکھتے ہوئے ہر شخص بہت آسانی سے فیصلہ کر سکتا ہے کہ تصویر دار موبائل کو جیب میں رکھنے کی صورت میں نماز ہوگی یا نہیں اور فرشتے قریب آئیں گے یا نہیں۔سب سے پہلی بات تو یہ کہ ایسا موبائل جس سے تصویر کھینچی جاسکتی ہو، یا کھینچی جاچکی ہو اس کے بعد بھی اگر دیکھا جائے تو اس موبائل میں کسی مرتسم یا منقوش اور مرقوم تصویر کا وجود نہیں ہوتا، آپ اندر باہر سب طرح دیکھ ڈالئے تصویر کا شائبہ بھی نہ ملے گا، اس لئے یہ کہنا مشکل ہے کہ موبائل میں تصویر ہوتی ہے، البتہ یہ اس آلہ کا کمال اور انسانی صنعت کا کرشمہ اور حق تعالیٰ کی قدرت ہے کہ سابقہ تغیر کے بعد ادنیٰ تصرّف سے آپ جس آواز اور جس تصویر کو سننا اور دیکھنا چاہیں ادنیٰ تصرف کے بعد بروقت یہ آلہ سابقہ آواز یا تصویر کو آپ کے سامنے کر دیتا ہے، ورنہ بذات خود اس آلہ میں کوئی پائیدار مرتسم ومرقوم تصویر نہیں پائی جاتی جو مستبین یعنی ظاہر اور مرئی ہو، جس سے احکام شرع متعلق ہوتے ہیں، اسی وجہ سے ایسے موبائل میں جس میں قرآن پاک محفوظ ہو بند ہونے کی صورت میں تمام فقہاء نے اس کو بیت الخلاء میں لے جانے کو بلا کراہت جائز قرار دیا ہے، واللہ اعلم۔

اسی وجہ سے ایسی پلیٹ وکیسٹ (آج کل چپ، میموری کارڈ وغیرہ) جس میں قرآن پاک محفوظ ہو بغیر وضو کے چھونے کو علماء نے جائز قرار دیا ہے کیونکہ قرآن اس میں مکتوب ومرقوم نہیں ہوتا جس سے احکام شرع متعلق ہوتے ہیں۔ (آلاتِ جدیدہ کے مسائل، جواہر الفقہ ص ۴۳۱ رج ۷)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

’’گراموفون کے جس ریکارڈ (پلیٹ) میں قرآن مجید کی کوئی آیت محفوظ ہو اس کو بلا وضو چھونا جائز ہے، کیونکہ وہ قرآن مجید کے حکم میں نہیں اور نہ آیات وکلمات اس میں اس طرح لکھے ہوئے ہیں جس طرح عام طور لکھا جاتا ہے، اور اس کے اندر قطعہ تو تیا پر جو کچھ حروف کے مخارج کندہ ہوتے ہیں ان کی وجہ سے ریکارڈ کو قرآن کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ (آلاتِ جدیدہ کے شرعی احکام، جواہر الفقہ ص ۴۳۱ رج ۷)

ٹھیک اسی طرح کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، موبائل کے میموری کارڈ یا چپ وغیرہ میں محفوظ تصاویر کو سمجھنا چاہئے کہ حقیقت میں وہ تصاویر ہی نہیں ہوتیں، نہ مرتسم، نہ منقوط نہ منقوش نہ مستبین جس سے احکام شرع متعلق ہوتے ہیں اس لئے ان کو بھی تصاویر کا حکم نہیں دیا جاسکتا، اگر چہ ادنیٰ تصرف کے بعد ان آلات میں تصویر کا ظہور ہونے لگتا ہے، جیسا کہ پلیٹ، سی ڈی میں محفوظ قرآن کو قرآن کا درجہ نہیں دیا جاسکتا، اسی وجہ سے اس کو بے وضو چھونا جائز ہے، اگر چہ اس میں بھی ادنیٰ تصرف کے بعد قرآن مکتوب نظر بھی آتا ہے اور مسموع بھی ہوتا ہے۔دونوں کے حکم میں کوئی فرق نہیں کیا جاسکتا، واللہ اعلم، یہ بعض علماء محققین کی رائے ہے، جب کہ دوسرے بعض علماء کی رائے اس سے مختلف بھی ہے۔

بالفرض اگر اس میں تصویر کو محفوظ اور موجود تسلیم بھی کرلیا جائے تو بھی تمام فقہاء اور اکابر کے فتاویٰ اس کی صراحت کررہے ہیں کہ نماز کی حالت میں اگر تصویر مستبین نہ ہو یعنی ظاہر نہ ہو یا کپڑے وغیرہ سے مخفی ہو، یا جیب کے اندر ہو تو بغیر کسی کراہت کے نماز درست اور جائز ہے اور ایسی مخفی تصویر رحمت کے فرشتوں کی آمد اور حاضری سے بھی رکاوٹ اور مانع نہیں بنتی جیسا کہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے تحریر فرمایا ہے۔ خصوصاً آج کے حالات میں جب کہ بسا اوقات بعض تصاویر آئی ڈی وغیرہ کے پاس میں رکھنے کی ضرورت بھی پیش آتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ فقہاء کی تصریحات اور اکابر کے فتاویٰ کی روشنی میں تصویر دار موبائل جیب میں رکھ کر نماز بغیر کسی کراہت کے درست ہو جاتی ہے، اور رحمت کے فرشتے بھی قریب رہتے ہیں، مولانا دامت برکاتہم کا مذکورہ بالا فرمان کہ: میرے نزدیک نماز نہیں ہوتی...... قطعی طور پر فقہاء کی تصریحات اور اکابر کے فتاویٰ کے خلاف ہے، اب مولانا ہی ارشاد فرمائیں کہ فقہاء کی عبارات کے بارے میں مولانا کیا فرماتے ہیں، اور قسم کھا کر جو بات فرماتے ہیں وہ قسم کس درجہ کی ہوگی، اور ان کے نظریہ کے خلاف جتنے فقہاء و اکابر علماء جواز کے قائل ہیں کیا وہ سب علمائے سوء کا مصداق ہوں گے اور ان سب کی گدّی پر شیطان سوار سمجھا جائے گا؟ اور اب تک لاکھوں کے مجمع میں یہ مضمون بار بار مولانا بیان کرچکے اور امت کو غلط پیغام پہنچ چکا، اس کی تلافی کس طرح کی جائے؟

مولانا کی بیان کردہ ایک دلیل یا تمثیل کا مختصر جائزہ

مولانا دامت برکاتہم اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ: ''موبائل میں قرآن پاک سننا اس کی توہین ہے'' سمجھانے کی غرض سے بطور مثال اور بطور دلیل کے یہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ:

''مریض کے لئے پیشاب دانی بنائی جاتی ہے اس کو اگر دھو کر پاک وصاف کرلیا جائے یا نئی خرید کرلائی جائی، جس کو استعمال بھی نہ کیا گیا ہو اور دوسرا کوئی برتن بھی موجود نہ ہو تب بھی کیا اس پیشاب دانی میں پانی پینے کو جی گوارہ کرے گا؟ پھر مولانا اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اسی طرح موبائل وغیرہ جس میں دسیوں قسم کی گندی چیزیں بھری ہوئی ہیں ایک بٹن دباؤ گانا، دوسرا بٹن دباؤ تو قرآن پاک، ایک ہی آلہ میں دونوں چیزیں یہ تو قرآن پاک کی کھلی ہوئی توہین ہے، کیسے اس کا جی گوارہ کرتا ہے''

مخاطبین وسامعین مولانا کی اس بات کو سن کر عش عش کرتے ہیں کہ واقعی کیسی گہری بات مولانا نے فرمائی، آج تک کسی عالم نے اس کی طرف توجہ نہیں دلائی، اور خود مولانا دامت برکاتہم بھی اس مثال کو گویا مقیس علیہ بناتے ہیں اور اس پر قیاس کرتے ہوئے گویا بطورِ دلیل کے اس کو بیان فرماتے ہیں، ورنہ کم ازکم سامعین تو اس کو پختہ دلیل سمجھتے ہی ہیں، حالانکہ اگر مولانا کی اسی بات کو بنیاد بنایا جائے پھر تو لاؤڈ اسپیکر جو بڑے بڑے اجتماعات میں دو تین روز کے لئے کرایہ پر لائے جاتے ہیں کہ چند روز قبل وہی لاؤڈ اسپیکر کسی ناچ گانے میں استعمال ہورہے تھے، دکان والوں کو کرایہ سے مطلب وہ تو سب کو سب کاموں کے لئے کرایہ پر دیتے ہیں، تو اس کا مطلب اجتماعات میں ایسے لاؤڈ اسپیکر بھی استعمال نہیں کرنا چاہئے، یا کم ازکم پہلے خوب تحقیق کرلینی چاہئے کہ اس لاؤڈ اسپیکر کو ناچ گانے وغیرہ میں تو استعمال نہیں کیا جاتا؟ اسی طرح جن پریسوں میں دینی کتابیں اور قرآن پاک، احادیث مبارکہ طبع ہوتی ہیں انھیں پریسوں میں اہل باطل کی کفر وشرک کی یا فحش اور گندی باتوں پر مشتمل کتابیں بھی طبع ہوتی ہیں، تو چاہئے کہ فضائل اعمال، منتخب احادیث وغیرہ دینی کتب ایسے ہی پریس میں چھپنی چاہئے تھیں جن پریس میں کوئی غلط اور فاسد عقیدہ والی کتاب نہ چھپی ہو، اور اس کی تحقیق بھی کی گئی ہو، ورنہ یہ بھی بڑی بے ادبی اور توہین ہوگی کہ ایک ہی مشین اور ایک ہی پریس اس میں گندی چیزیں طبع ہوں اور اسی میں دینی کتابیں طبع ہوں کیسے ان کا جی گوارہ کرے گا؟ لیکن کیا آج تک کسی فقیہ ومفتی نے اس کو غلط اور بے ادبی یا توہین سمجھا ہے؟ ہرگز نہیں، پھر مولانا دامت برکاتہم اس بنا پر موبائل میں قرآن پاک سننے کو بے ادبی اور توہین پر کیوں محمول کرتے ہیں؟ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے تو دلائل کی روشنی میں ریڈیو تک میں قرآن پاک تلاوت کرنے اور سننے کو بغیر کسی کراہت کے جائز قرار دیا ہے جب کہ اس میں گانے

وغیرہ ناجائز پروگرام بھی آتے ہیں، کسی فقیہ، مجتہد نے آج تک اس بناپر اس میں قرآن پاک سننے کو بے ادبی یا توہین نہیں قرار دیا جس بناپر مولانا بے ادبی اور توہین کا دعویٰ کر رہے ہیں، مولانا یہ ساری باتیں کبارِ علماء وفقہاء کی تصریحات کے بالکل خلاف ہیں۔

ادب و بے ادبی اور توہین کا شرعی ضابطہ

مولانا نے موبائل وغیرہ میں قرآن پاک سننے کو بے ادبی قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں:

قرآن پاک کا سننا اور پڑھنا یہ قرآن پاک کی توہین ہے (بطور دلیل کے بیان فرمایا) وحی کا اتنا بوجھ تھا **لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآن** الآیۃ اگر قرآن پہاڑ پر نازل کیا جاتا تو پہاڑ ریزے ریزے ہو جاتا...... اس قرآن پاک کو موبائل میں سنیں کیسے طبیعت گوارہ کرتی ہے؟''

لیکن شریعت نے کسی بات کو مہمل نہیں چھوڑا، ادب و بے ادبی اور توہین کی بھی کچھ بنیادیں ذکر کی ہیں، ان میں ایک بنیاد عرف و عادت بھی ہے، علامہ شامیؒ نے رسم المفتی میں تحریر فرمایا ہے کہ:

والعرف فی الشرع له اعتبار ،لذاعلیه الحکم قدیدار. (رسم المفتی ص۱۰)

یعنی شریعت میں عرف کا بھی اعتبار ہے۔ چنانچہ بہت سے احکام عرف پر مبنی ہوتے ہیں، ادب و بے ادبی اور تکریم و توہین کا مدار عرف ہی پر ہے، عرف میں جس کو بے ادبی سمجھا جاتا ہو تو وہ شرعاً بھی بے ادبی پر محمول ہوگا کیونکہ اس موقع پر شریعت نے عرف کا اعتبار کیا ہے، عرف میں بے ادبی نہ ہو تو شرعاً بھی بے ادبی نہ ہوگی۔ مثال کے طور پر قرآن پاک میں والدین کے لئے ''اُف'' تک کہنے سے منع کیا گیا ہے، ارشاد خداوندی ہے **وَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ**. (بنی اسرائیل ص۱۵) اب اگر کسی زمانہ اور کسی علاقہ میں بالفرض ''اُف'' کا لفظ تکریم و تعظیم یا محبت و عظمت کے لئے بولا جاتا ہو تو ایسی صورت میں ان کے لئے والدین کے لئے ''اُف'' کہنا ممنوع نہ ہوگا شریعت نے یہاں پر بھی عرف کا اعتبار کیا ہے، **قال الامام القاضی ابوزیدلوأنّ قوماًیعدّون التافیف کرامة لایحرم علیهم تافیف الأبوین.** (اصول الشاشی ص۱۸ ر فصل فی متعلقات النّصوص)

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں: **وَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ.** کے متعلق فقہاء نے لکھا ہے کہ حقیقت اس نہی کی ایذاء ہے پس جہاں تافیف (یعنی اف کہنا) موجب ایذا ہو وہاں حرام ہے، اور اگر کسی وقت عرف بدل جائے اور تافیف موجب ایذا نہ ہو تو حرام نہیں پس ایک لفظ کسی قوم کے عرف میں موجبِ ایذاء ہے وہاں وہ تلفظ حرام ہوگا، اور دوسری قوم کے نزدیک موجب ایذا نہیں وہاں تلفظ حرام نہ ہوگا۔

(وعظ آداب المصائب ملحقہ التبلیغ ص۶۶ رج۹)

نیز ارشاد فرماتے ہیں:

(۱) صیغہ واحد کا استعمال حق تعالیٰ کے لئے خلافِ ادب نہیں کیونکہ اول تو یہ عرف عام ہو گیا ہے اور ادب کا مدار عرف ہی پر ہے۔

(التبلیغ ص۶۶ رج۹)

نیز ارشاد فرماتے ہیں:

(۲) ادب کا مدار عرف پر ہے اس لئے اختلاف ازمنہ سے وہ مختلف ہو سکتا ہے، حضرات صحابہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مزاح کرنا ثابت ہے اور اب بزرگوں کے ساتھ مزاح کرنا خلاف ادب سمجھا جاتا ہے۔ (انفاس عیسیٰ ص۴۸)

کتاب النوازل میں ہے:

اس طرح کے مسائل میں زیادہ تر مدار عرف پر ہوتا ہے پس جس کو عرف میں بے ادبی سمجھی جائے اس کی شرعاً اجازت نہ ہوگی۔

(کتاب النوازل فتاویٰ مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری ص۱۱۰ رج۳)

مذکورہ بالا تفصیل سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ ادب اور بے ادبی اسی طرح تعظیم و توہین کا مدار عرف پر ہے، اور شریعت نے ادب کے

باب میں عرف ہی کا اعتبار کیا ہے، شریعت کے اس ضابطہ کی روشنی میں غور کرنا چاہئے کہ ہمارے دیار اور ہمارے عرف میں بلکہ کسی بھی ملک میں موبائل یا ٹیپ ریکارڈ میں قرآن پاک پڑھنے یا سننے میں عرف میں بے ادبی اور توہین سمجھی جاتی ہے؟ کیا کسی عقل مند سلیم الطبع شخص کے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ یہ تو بے ادبی ہے؟ ہرگز نہیں نہ موبائل میں نہ ٹیپ ریکارڈ میں، نہ لاؤڈ اسپیکر میں نہ پریس وغیرہ میں، عرف عام میں نہ بے ادبی سمجھی جاتی ہے نہ توہین، بلکہ بے ادبی وتوہین کا شائبہ اور خیال تک نہیں ہوتا، اس لئے عرف کے خلاف زبردستی کھینچ تان کر بے ادبی اور توہین کو سمجھنا اور بیان کرنا نہایت غیر فقیہانہ اور غیر عاقلانہ بات ہے۔ البتہ پیشاب دانی یا پاخانہ دانی خواہ کتنی ہی صاف وشفاف ہو اور ایک مرتبہ بھی استعمال میں نہ آئی ہو بلکہ اسی وقت کارخانہ سے بن کر آئی ہو، خوشبودار، معطر ہی کیوں نہ ہو لیکن عرف یہ ہے کہ اس میں کھانے پینے سے طبیعت کو تنفر ہوتا ہے، گھن آتی ہے، کسی مہمان کو اس میں کھلانا پلانا عرفاً سخت بے ادبی اور اس کی توہین سمجھی جاتی ہے، یہ سب عرف کی وجہ سے ہے اور شریعت نے بے ادبی اور توہین کے سلسلہ میں عرف کو معیار ٹھہرایا ہے۔

یہ وجہ اور یہ فرق ہے کہ موبائل میں قرآن پاک سننا نہ بے ادبی ہے نہ توہین، کیونکہ کسی علاقہ اور کسی جگہ کے عرف میں اس میں قرآن پاک سننے کو توہین نہیں سمجھا جاتا۔ البتہ پیشاب دانی میں کھانے پینے کو ہر جگہ کے عرف میں توہین سمجھا جاتا ہے، دونوں کا فرق بہت واضح ہے، مولانا کی ان علمی دقیق باتوں اور شرعی اصولوں پر نظر نہیں ہے، اس لئے ایسی فاش غلطیاں کر جاتے ہیں۔ پیشاب دانی کو مقیس علیہ بنا کر بطور تمثیل کے ذکر فرما کر اسی پر قیاس فرماتے ہیں جو اصولاً غلط ہے۔ کیونکہ مثال اور ممثل لہٗ اور مقیس ومقیس علیہ میں کوئی مناسبت ومماثلت ہی نہیں، اس لئے اس موقع پر یہ تمثیل اور قیاس بالکل غلط ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو فہم سلیم نصیب فرمائے، اور ایسے اجتہادات سے پوری امت کی حفاظت فرمائے۔

مولانا دامت برکاتہم نے اپنے دادا جان حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کا قصہ بھی اسی سیاق میں نقل فرمایا کہ ان کی جیب میں اگر چونی پڑی ہوتی تو اس کو بھی جیب سے نکال دیتے اور فرماتے کہ یہ بت ہے، اسی طرح ٹیپ ریکارڈ سے قرآن سننے والوں کو مولانا محمد یوسف صاحبؒ نے سخت تنبیہ کی، کان پکڑوائے، مرغا بنایا، ڈنڈے سے مارتے جاتے تھے روتے جاتے تھے، وغیرہ وغیرہ۔

سوال یہ ہے کہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کا یہ واقعہ کہاں سے ثابت ہے، کس نے لکھا ہے، اور پرانے لوگ اس کو کیوں نہیں بیان کرتے؟ بالفرض اگر یہ واقعہ صحیح بھی ہو تو کیا مولانا کا یہ طرز عمل شرعی دلیل ہے؟ مولانا نے کس مصلحت سے تربیت کے خاطر کیا یا کیوں کیا؟ مولانا اس کے خود ذمہ دار ہوں گے، دین وشریعت اور احکام شرعیہ میں دلائل شرعیہ ہی کا اعتبار ہوگا، کسی بزرگ اور شیخ کے حال اور معمول سے حکم شریعت میں کوئی فرق نہیں پڑے گا بلکہ خود شیخ اور بزرگ کے قول وعمل میں اگر توجیہ وتاویل ممکن ہو تو توجیہ کی جائے گی، ورنہ وہ عمل خود قابل اصلاح ہوگا، کیونکہ اصل چیز شریعت اور کتاب وسنت ہے۔

انکار ونکیر کا یہ انداز، خود قابل نکیر وقابل ملامت ہے

مولانا محترم نے اپنے بیانات میں پوری قوت اور صراحت سے موبائل وغیرہ میں قرآن پاک اور دینی پروگرام سننے پر سخت نکیر کی ہے اور جو علماء اس کے جواز کے قائل ہیں ان کو علماء سوء، حرام کے مرتکب، غیر متقی اور ان کی گدّی پر شیطان سوار ہونے والا اور خود ان علماء ہی کو شیطان قرار دیا ہے، مولانا کی عبارتیں انہیں کے الفاظ میں ماقبل میں نقل کی جا چکی ہیں۔

اجتہاد واستنباط کے میدان میں مولانا تو خیر کسی شمار ہی میں نہیں، جو حضرات واقعی اجتہادی بصیرت رکھتے ہیں یعنی ائمہ مجتہدین اور فقہاء مستنبطین، ان کے اجتہادی واختلافی مسائل میں جو واقعی دلائل کی روشنی میں ہوتے ہیں ان میں بھی کسی ایک شق اور کسی ایک جانب کو نہ تو معصیت اور گناہ کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی ایسے اجتہادی مسئلہ کو امر منکر کہہ کر اس پر نکیر اور ملامت کی جا سکتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور صحابہ کرام کے طرز عمل سے یہی بات معلوم ہوتی ہے، غزوہ خیبر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کا صحابہ کرام سے یہ فرمانا کہ لایصلین احدالعصر الافی بنی قریظة. (مسلم شریف) کہ بنوقریظہ سے پہلے کوئی عصر کی نماز نہ پڑھے، پھر عصر کے وقت تک بنوقریظہ نہ پہنچنے کی صورت میں بعض صحابہ کا عصر کی نماز بنوقریظہ پہنچنے سے پہلے وقت پر پڑھ لینا، اور بعض صحابہ کا نماز کو مؤخر کرنا اور بنو قریظہ پہنچ کر ہی پڑھنا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی پر نکیر نہ کرنا اور خود صحابہ کا ایک دوسرے پر نکیر نہ کرنا اس کی واضح دلیل ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ معارف القرآن میں تحریر فرماتے ہیں:

''جو لوگ اجتہاد شرعی کی صلاحیت رکھتے ہیں اگر ان کا اجتہاد کسی مسئلہ میں مختلف ہوجائے ایک فریق جائز قرار دے اور دوسرا ناجائز تو عنداللہ یہ دونوں حکم درست اور جائز ہوتے ہیں، ان میں سے کسی کو گناہ و معصیت نہیں کہہ سکتے۔ اور اسی لئے ان پر نہی عن المنکر کا قانون جاری نہیں ہوتا کیونکہ ان میں سے کوئی جانب بھی منکر شرعی نہیں۔ (معارف القرآن، سورۂ حشر ص ۳۶۸/ج ۸)

نیز تحریر فرماتے ہیں:

''ائمہ مجتہدین کی شانِ اجتہاد علماء امت میں مسلم ہے اگر کسی مسئلہ میں ان کے دو مختلف قول ہوں تو ان میں سے کسی کو بھی منکر شرعی نہیں کہا جاسکتا بلکہ اس کی دونوں جانبین معروف میں داخل ہیں، ایسے مسائل میں ایک رائے کو راجح سمجھنے والے کے لئے یہ حق نہیں ہے کہ دوسرے پر ایسا انکار کرے جیسا کہ گناہ پر کیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ صحابہ و تابعین میں بہت سے اجتہادی اختلافات اور متضاد اقوال کے باوجود کہیں یہ منقول نہیں کہ وہ ایک دوسرے پر فاسق یا گنہگار ہونے کا فتویٰ لگاتے ہوں'' (معارف القرآن، سورۂ مائدہ ص ۲۵۲/ج ۳)

یہ ساری تفصیل اس وقت ہے جب کہ ایک مجتہد دوسرے مجتہد کے خلاف اپنے اجتہاد سے شرعی دلائل کی روشنی میں رائے قائم کرے تب بھی کسی جانب کو منکر اور گناہ کہنے کی اجازت نہیں۔ پھر ہمارے محترم مولانا سعد صاحب جن کو فقہ و فتویٰ سے کوئی مناسبت ہی نہیں، انہوں نے افتاء کا کورس بھی نہیں کیا، فتوے کی کتابیں نہیں پڑھیں، فتویٰ لکھنے کی مشق بھی نہیں کی، مسائل جدیدہ میں اجتہاد و استنباط کے مبادی تک سے وہ ناواقف ہیں، اور ان کے موضوع سے یہ سب چیزیں خارج ہیں اور پھر کبار علماء و فقہاء کی اجتہادی آراء اور ان کے فتاویٰ کے مقابلہ میں اپنا اجتہاد بیان کریں اور ان کے اجتہاد کے خلاف جتنے علماء جواز کے قائل ہوں وہ سب حرام کے مرتکب، علماء سو کے مصداق، شیطان ان کی گدی پر سوار سمجھے جائیں۔ کتنی احمقانہ اور گستاخانہ جرأت ہے، قابل غور بات یہ ہے کہ ائمہ مجتہدین کے اجتہاد کے خلاف دوسری رائے رکھنے والے تو قابل نکیر اور علماء سوء نہ سمجھے جائیں اور مولانا کی رائے کے خلاف جو علماء جواز کے قائل ہوں وہ قابل نکیر اور حرام کے مرتکب اور علماء سوء کا مصداق سمجھے جائیں؟ انا للہ وانا الیہ راجعون.

ہم سمجھتے ہیں کہ مولانا محترم کا یہ طرز عمل صحابہ و تابعین اور سلف صالحین کے طرز سے بالکل ہٹا ہوا ہے۔ مولانا کا ایسی باتوں پر نکیر کرنا جب کہ وہ خود بھی اس میدان میں کسی شمار میں نہیں، یہ انکار و نکیر خود قابل نکیر اور قابل اصلاح ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی اصلاح فرمائے۔

محققین ومجتہدین کا یہ طریقہ نہیں تھا

اسی مسئلہ سے متعلق مولانا بار بار قسمیں کھاتے ہیں، کبھی بددعاء کی دھمکی دیتے ہیں، فرماتے ہیں قسم خدا کی موبائل میں قرآن پاک سننے سے گناہ تو ہوگا ثواب نہ ہوگا، موبائل سے تصویر لینے والوں کو بددعاء کرنے کا جی چاہتا ہے، اور فرماتے ہیں کہیں میری زبان سے بددعاء نہ نکل جائے، اور قائلین جواز نیز سکوت کرنے والوں کو متساہل، مداہن اور علماء سوء گردانتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ احکام شرعیہ کی تحقیق میں تو ادلۂ شرعیہ سے بحث کی جاتی ہے۔ اولاً تو یہ ساری باتیں ان کے موضوع سے خارج ہیں اور وہ اس کے اہل بھی نہیں، پھر اگر گفتگو کرنی بھی ہو تو دلائل شرعیہ سے گفتگو ہوتی ہے محض قسمیں کھانے اور بددعاء کی دھمکی دینے سے نہ ان کا دعویٰ ثابت ہوسکتا ہے اور نہ ان کی بات میں وزن بڑھ سکتا ہے۔ کسی فقیہ و مجتہد نے اپنے بیان کردہ مسئلہ کو مدلل اور مضبوط کرنے کے لئے نہ تو قسمیں کھائیں، نہ خلاف ذہن رکھنے والے کو بددعاء دی، اور نہ علماء سوء کا خطاب دیا، یہ مولانا ہی کا انوکھا اجتہاد ہے کہ اپنی بات کو مضبوط کرنے کے لئے قسموں کا سہارا

لیتے ہیں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ قسمیں کھانے سے منع بھی فرمایا ہے۔(مسلم شریف)

پھر مولانا کا قسم کھا کر یہ کہنا کہ قسم خدا کی گناہ تو ملے گا ثواب نہ ملے گا، یہ بھی عجیب اور عجیب تر ہے، معلوم ہوتا ہے حق تعالیٰ کی طرف سے ثواب وعذاب ملنے کا مولانا کو اختیار کلی دے دیا گیا ہے کہ ایک طرف جمہور علماء عرب وعجم موبائل اور ٹیپ ریکارڈ میں قرآن پاک سننے کو باعث اجروثواب سمجھتے ہیں لیکن مولانا حق تعالیٰ کی رحمت کو تنگ کر کے امت کے بڑے طبقہ کو قسم کھا کر ثواب سے محروم کر دینا چاہتے ہیں، کیا یہی امت کے ساتھ ہمدردی ہے، یاللعجب اللہ تعالیٰ ایسی فکر اور ایسے اجتہادات سے پوری امت کی حفاظت فرمائے۔

خلاصۂ کلام

(۱) مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی نے اپنی مختلف تقریروں میں عام مجمعوں میں جو اس نوع کی باتیں بیان فرمائی ہیں مثلاً یہ کہ:

''موبائل میں قرآن پاک سننا اور پڑھنا قرآن کی توہین ہے، موبائل میں قرآن پاک اور دینی بیانات سننے سے ظلمت پیدا ہوتی ہے، جس کی جیب میں ملٹی میڈیا موبائیل ہو فرشتے اس کے قریب نہیں آتے اور اس کی نماز بھی صحیح نہیں ہوتی، موبائل اور تصویر کے متعلق جو علماء تساہل برتتے اور سکوت اختیار کرتے ہیں وہ سب علمائے سوء ہیں، ان کی گدّی پر شیطان سوار ہے، موبائل میں قرآن اور دینی بیانات سننا دجل ہے، جہاں جاؤ اس بات کو پہونچاؤ کہ موبائل میں قرآن سننے سے گناہ تو ضرور ملے گا ثواب یقیناً نہ ملے گا، موبائل میں قرآن سننا سہولت نہیں نحوست ہے، جو لوگ علماء ومشائخ کی تصویر رکھتے ہیں وہ صریح شرک کرتے ہیں'' وغیرہ وغیرہ۔

(۱) مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی کی یہ ساری باتیں بالکل غلط اور علمائے عرب وعجم اور مسلک جمہور کے بالکل خلاف ہیں، خصوصاً دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور، ندوۃ العلماء لکھنؤ، جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد وغیرہ کے فتاویٰ اور ان کی تحقیقات وتصریحات کے بھی قطعاً خلاف ہیں۔

(۲) اس لئے مولانا کو اس نوع کی تمام باتوں کے بیان کرنے سے ہمیشہ کے لئے بالکل تائب ہو جانا چاہئے اور آئندہ ایسی باتوں کے بیان کرنے سے قطعی طور پر پرہیز کرنا چاہئے، اور چونکہ مولانا لاکھوں کے مجمع میں یہ باتیں بیان کر چکے ہیں اور ان کے واسطہ سے ہی غلط باتیں لوگوں کو پہنچی ہیں، اس لئے مولانا پر شرعاً ضروری ہے کہ جس انداز سے بڑے مجمعوں میں مولانا نے یہ غلط مضامین بیان کئے ہیں اب غلطی کا احساس ہو جانے کے بعد اسکی تلافی کے لئے اسی طرح کے مجمعوں میں مولانا کو بار بار صحیح باتیں بھی بیان کرنا چاہئے اور اپنے سابقہ غلط بیانات سے واضح طور پر رجوع بھی کرنا چاہئے۔

(۳) اس سلسلہ میں مولانا نے عقلی ونقلی جتنے دلائل بیان کئے ہیں وہ سب مخدوش اور غلط ہیں، لیکن مولانا اُن کو بیان کرتے تھے، جن کا غلط ہونا مقالہ میں تفصیل سے بیان کیا گیا، مولانا کو چاہئے کہ آئندہ ان دلائل کو بھی بیان نہ کریں کیونکہ مولانا کا یہ منصب نہیں ہے، یہ چیزیں مولانا کے موضوع سے خارج ہیں۔

(۴) اپنی مختلف تقریروں اور رجوع ناموں میں چونکہ مولانا یہ بات بار بار بیان کر چکے ہیں کہ:

''ہمارا کوئی مذہب یا کوئی الگ طریقہ نہیں ہے، ہم اہل سنت والجماعت ہیں، دیوبند اور اہل دیوبند، ان کا مسلک ہی ہمارا مسلک ہے، دیوبند اور اہل دیوبند کا مسلک ہی ہمارا مسلک ہے، ذرہ برابر دین ودنیا کے کسی شعبہ میں اپنی رائے قائم کرنا اس کا کوئی تصور نہ کیا گیا ہے نہ کیا جا سکتا ہے''

نیز اپنے بعض رجوع ناموں میں مولانا سعد صاحب واضح طور پر تحریر فرماتے ہیں:

''احقر بغیر کسی تردد وتأمل کے صاف لفظوں میں اپنا موقف واضح کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ احقر الحمد للہ اپنے تمام اکابر ومشائخ علماء دیوبند ومظاہر علوم سہارنپور کے موقف، اور اپنی جماعت کے اکابر حضرت مولانا محمد یوسف اور حضرت مولانا انعام الحسن کے مسلک ومشرب پر قائم ہے، اور اس سے ایک ذرہ انحراف کو بھی پسند نہیں کرتا، بندہ کو علماء دارالعلوم دیوبند پر مکمل اعتماد ہے''

(رجوع نامہ کی سب سے پہلی تحریر اور آخری تحریر، ماخوذ از سعادت نامہ ص ۱۱ و ۲۵)

نیز ایک موقع پر بیان فرمایا کہ:

''ہم کوئی مستقل جماعت نہیں اور ہمارا کوئی الگ مسلک نہیں، ہمارا کوئی علٰحدہ منشور نہیں، ہمارا مسلک ومشرب وہی ہے جو علماء دیوبند وسہارنپور کا ہے، درسِ تفسیر وغیرہ کے متعلق بس یہ دیکھ لو کہ وہ مسلک دیوبند سے منسلک اور وابستہ ہے یا نہیں، علمائے دیوبند سے ہٹ کر کوئی رائے قائم کرنا گمراہی اور فتنہ کا سبب ہے''

اس لئے مولانا کو چاہئے کہ ان مسائل میں نیز اسی نوع کے بعض دوسرے مسائل میں بھی جن میں مولانا منفرد ہیں، معتمد علماء کے بیان کردہ مسائل اور معتمد دارالافتاء کے جاری کردہ فتاویٰ پر ہی مکمل اعتماد کریں اور ان ہی کو بیان کریں، اس کے خلاف نہ مسائل بیان کریں نہ دلائل، ورنہ مولانا کے یہ سارے رجوع اور لاکھوں کے مجمع میں یہ اقرار سب غلط، جھوٹ اور دھوکہ سمجھے جائیں گے۔

(۵) چونکہ مسائل کی تحقیق مولانا کا منصب نہیں اور فقہ وفتویٰ اور تحقیق واجتہاد ان کا موضوع نہیں، اور اس کام کی ان کے اندر صلاحیت بھی نہیں اس لئے مولانا کو چاہئے کہ آئندہ مسائل میں اس نوع کے اجتہادات سے ہمیشہ کے لئے اپنے کو محفوظ رکھیں اور نئے نئے اجتہادات (جس کے نمونے آئے دن سامنے آتے رہتے ہیں) کا دروازہ بالکل بند کردیں، کیونکہ مولانا کے اس نوع کے اجتہادوں سے امت کی غلط رہنمائی ہورہی ہے اور امت میں اس سے بڑا انتشار برپا ہے، علمائے کرام دینی وشرعی ضرورت کی بنا پر ہرگز اس سے خاموش نہیں بیٹھ سکتے، اس نوع کی غلطیوں کی نشاندہی اور اس کی اصلاح کی کوشش کرنا اور دین وشریعت اور امت کی حفاظت کرنا ان کا منصبی فریضہ ہے۔

(۶) اپنے اس نوع کے غلط اجتہادات اور بیانات میں مولانا نے عرب وعجم کے علمائے ربانیین اور اکابر علماء واولیاء تک کو جو ان کے غلط بیان کردہ مسئلہ سے متفق نہ ہوں سب کو علمائے سوء اور ان کی گدّی پر شیطان سوار ہونا بار بار بیان فرمایا ہے، مولانا کو چاہئے کہ اس سے صدقِ دل سے توبہ واستغفار کریں، اور آئندہ ایسی باتوں کے بیان کرنے سے احتیاط برتیں، ورنہ علمائے ربانیین اور اولیاء کی شان میں گستاخی کا وبال دنیا وآخرت میں بڑا سخت ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

محمد زید مظاہری ندوی

استاذ حدیث وفقہ

دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۷ ربیع الاوّل ۱۴۳۸ھ